COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

عنبر ناگ ماریا کراچی میں

اے۔حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۵۰/۷ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول: ۱۹۸۵
ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۴۔بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
طابع: تاجدین پرنٹرز، آبکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

آپ کے سینکڑوں خط مجھے مل چکے ہیں اور روزانہ مل رہے ہیں جن میں ایک ہی سوال بار بار یہ پوچھا جاتا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کا انجام کیا ہو گا؟ جب ان کا صدیوں کا سفر ختم ہو جائے گا تو یہ کہاں جائیں گے؟ کیا یہ مر جائیں گے؟ — لیجئے اب ان کا سفر ختم ہوتا ہے اور ان کے نئے سفر کا آغاز ہو رہا ہے۔ مگر یہ نیا سفر کس قسم کا ہے؟ کہاں سے شروع ہو گا؟ ابھی یہ نہ تو مجھے ہی معلوم ہے اور نہ عنبر ناگ ماریا کو اس کی کوئی خبر ہے۔ مگر وہ اپنے سفر کے اختتام پہ فرعونوں کے مصر میں پہنچ کر ماڈرن دنیا یعنی ۱۹۸۴ء کے کراچی شہر میں آ گئے ہیں۔ اس ماڈرن عہد سے ان کے نئے سفر کا آغاز ہو گا۔ لیکن یہ آغاز کس قسم کا ہو گا؟ کیا وہ اس دنیا کی تباہی کا انتظار کر رہے ہیں؟

یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ بہر حال ایک بات کا فیصلہ بزرگ ہیولے نے اہرام کے اندر انہیں سنا دیا ہے کہ وہ ابھی مر نہیں سکتے اور وہ ایک سنسنی خیز حیرت انگیز سفر کا آغاز کرنے والے ہیں۔

آپ خود پڑھ کر دیکھیں کہ عنبر ناگ ماریا کے پہلے سفر کا انجام کہاں اور کیسے ہوتا ہے۔

آپکا انکل
اے حمید۔

۴۵۴/ این۔ راہ چمن سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- لاش والی باؤلی
- بابل کا خوفی مندر
- شاہی جلاد آگئے
- اہرام کی آواز
- عنبر ناگ ماریا کراچی میں

لاش والی باؤلی

خانقاہ کی دیوار سے ماریا کی خوشبو آرہی تھی۔

ناگ سانپ کی شکل میں خانقاہ کی دیوار کے قریب آگیا۔ اس دیوار کے اوپر کارنس پر کسی بزرگ پادری کا مجسمہ اور دو بجھی ہوئی موم بتیاں رکھی تھیں۔ ماریا کی خوشبو اس کارنس کے نیچے آتشدان میں سے آرہی تھی۔ آتش دان بجھا ہوا تھا۔ اس میں آگ نہیں جل رہی تھی۔ ناگ نے آتشدان میں رینگ کر دیکھا کہ ایک کونے میں سوراخ تھا۔ اس سوراخ میں سے ماریا کی خوشبو اوپر آرہی تھی۔

ناگ سوراخ میں داخل ہوگیا۔

آتش دان کے نیچے وہی تہہ خانہ تھا جہاں سکندر اعظم کا سونے کا تابوت رکھا ہوا تھا۔ اسی تابوت میں سکندر اعظم کی لاش کے گلے کے کنٹھے کے منکے میں ماریا قید تھی۔ تہہ خانے میں تابوت کے سرہانے ایک موم بتی اور لوبان سلگ رہے تھے۔ فضا میں لوبان کی گہری خوشبو تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک سفید ڈاڑھی والا یہودی پادری تابوت کے پاس دوزانو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھا ہے۔ تسبیح ہاتھ میں ہے اور آنکھیں بند کیے کچھ پڑھ رہا ہے۔ وہ چالیس روز کا چلّہ کر رہا تھا۔ ناگ دیوار سے اُتر کر تابوت کے سرہانے کی طرف آگیا یہودی پادری کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ ناگ کو نہ دیکھ سکا۔

ناگ کو تابوت کے اندر سے ماریا کی بُو آرہی تھی جو لوبان کی خوشبو سے زیادہ تیز تھی۔ تابوت کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ کوئی سوراخ بھی نہیں تھا کہ جس سے ناگ اس کے اندر داخل ہو سکتا۔ طلسم کی وجہ سے ناگ خود بھی سانپ کے سوائے دوسری کوئی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تابوت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اور ذرا سی گردن باہر نکال کر موم بتی کی دھیمی روشنی میں آنکھیں بند کیے بیٹھے یہودی پادری کو دیکھنے لگا۔

کچھ دیر یہودی پادری فرنینڈو کچھ پڑھتا رہا۔ پھر اس نے سات بار تابوت کی طرف منہ کر کے پھونک ماری۔ اُٹھ کر تابوت کو کھولا۔ سکندر کی لاش کے سینے پر رکھی سونے کی قدیم مہروں پر پھونک مار کر دم کیا اور پھر تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا اور تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔

موم بتی تہہ خانے میں اسی طرح جل رہی تھی۔ یہودی پادری تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر گیا تھا۔ اس کے جاتے

ہی ناگ تابوت کے پیچھے سے نکل آیا۔ جب یہودی پادری نے تابوت کو کھولا تھا تو اُس کے اندر سے ماریا کی بڑی تیز خوشبو آئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ماریا تابوت کے اندر ہی ہے۔ ناگ سوچنے لگا کہ اگر اسے ماریا کی خوشبو آرہی ہے تو ضرور ماریا کو بھی اس کی خوشبو آرہی ہوگی۔ پھر وہ تابوت کے باہر کیوں نہیں آجاتی؟ اگر وہ باہر نہیں نکل سکتی تو ضرور اس پر جادو کیا گیا ہے وہ کسی جادو کے اثر میں ہے۔

اب وہ تابوت کے اندر جانے کے بارے میں سوچنے لگا۔ تابوت چاروں طرف سے بند تھا۔ کوئی تھوڑا سا بھی سوراخ ہوتا تو وہ اندر جانے کی کوشش کرتا مگر تابوت پر سونے کا پترا چڑھا ہوا تھا۔ ناگ کارنس پر چڑھ گیا اور پادری کے مجسمے کے قریب سے ہو کر گزرا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی دم کو پکڑ لیا ہے۔

ناگ نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ وہ حیران رہ گیا۔

یہودی پادری کا مجسمہ اس کی طرف گھور کر دیکھ رہا تھا اور اس نے اُس کی دم پر اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا۔ ناگ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک چھوٹے سے پتھر کے مجسمے میں بھی جان پڑ سکتی ہے۔ اتنے میں یہودی مجسمے کے ہونٹ ہلے اور ناگ کو ایک گہری آواز سنائی دی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سکندرِ اعظم کے تابوت کی طرف جاؤ۔ وہ تمہیں کھلا ہوا ملے گا،"
ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"کیا تم میری زبان سمجھ لیتے ہو؟"
یہودی مجسمے نے سانپ ہی کی آواز میں کہا۔

"ہاں — اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ماریا کی تلاش میں یہاں آئے ہو"
ناگ نے جلدی سے پوچھا۔

"اے عظیم مجسمے کیا تم جانتے ہو ماریا تابوت میں کہاں قید ہے؟"
مجسمے نے کہا۔

"ہاں — ماریا سکندر اعظم کی لاش کے کنٹھے کے ایک منکے میں قید ہے"
ناگ نے پوچھا۔

"میں اسے کس طرح اس قید سے آزاد کرا سکتا ہوں؟"
یہودی مجسمے نے کہا۔

"میری آنکھ سے ایک آنسو ابھی گرے گا۔ یہ آنسو زمین پر پڑتے ہی ایک سیاہ موتی بن جائے گا۔ تم اس موتی کو سکندر اعظم کی لاش کے ماتھے پر جا کر رکھ دینا۔ پھر ماریا آزاد ہو جائے گی۔"

ناگ مجسمے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مجسمے نے اپنا پاؤں ناگ کی دم کے اوپر سے اٹھا لیا تھا۔ دیکھتے دیکھتے مجسمے کی ایک آنکھ سے سیاہ رنگ کا ایک آنسو نکل کر ٹپ سے فرش پر گر پڑا۔ فرش پر گرتے ہی آنسو ایک کالے موتی میں تبدیل ہو گیا۔ ناگ نے اِسے منہ میں اُٹھا لیا اور تابوت کی طرف بڑھا۔ تابوت ایک طرف سے ذرا سا کھُل چکا تھا۔

ناگ تابوت کے اندر داخل ہو گیا۔ تابوت میں سکندر اعظم کی حنوط کی ہوئی لاش بے حس و حرکت سیدھی پڑی تھی۔ ناگ نے لاش کی گردن میں پڑے سونے کے کنٹھے کو دیکھا۔ اس کنٹھے میں سے ماریا کی خوشبو نکل رہی تھی۔ ناگ نے مجسمے کی ہدایت کے مطابق کالا موتی سکندر اعظم کی لاش کے ماتھے پر رکھ دیا۔

سیاہ موتی سکندر اعظم کے ماتھے سے لگتے ہی چپک کر آدھا کھال کے اندر دھنس گیا اور تابوت اِس طرح زور سے ہلا۔ جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ پھر اس کے کنٹھے کا ایک منکا تڑاخ سے ٹوٹ کر الگ جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی ماریا کی آواز آئی۔

"ناگ! خدا کا شکر ہے تم نے مجھے اس طلسم سے آزاد کیا"
ناگ نے کہا۔

"خدا کے لیے اِس طلسمی تابوت سے باہر نکل آؤ کہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایسا نہ ہو کہ اس کا طلسم اب ہم دونوں کو قید کر لے۔"

ناگ اور ماریا تابوت سے باہر آ گئے۔ ناگ نے مجسّمے کی طرف دیکھا۔ وہ اسی طرح بت بنا کارنس پر موجود تھا۔ ناگ نے ماریا کو بتایا کہ اس مجسمے نے اس کی مدد کی تھی جس کی وجہ سے وہ آزاد ہوئی ہے۔ ماریا نے ناگ سے پوچھا کہ وہ اپنی اصلی شکل میں کیوں نہیں آ جاتا؟ ناگ نے کہا۔

"میں خود ایک زبردست طلسم میں گرفتار ہوں۔ میں سانپ کی شکل کے سوا اور کوئی شکل نہیں بدل سکتا۔"

ماریا نے کہا۔

"تم اس نیک دل مجسّمے سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ تمہیں بھی جادو سے نجات دلائے؟"

ناگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مجسمے کے ہونٹ ایک بار پھر ہلے اور اس نے کہا۔

"ماریا اور ناگ! تم دونوں کا آنا یہاں مبارک ہو۔ میں دو سو برس سے یہاں اس خانقاہ کے تہہ خانے میں کھڑا تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ یہ یہودی جو یہاں بیٹھا چلّہ کاٹتا ہے اس نے مجھے طلسم کے زور سے بُت بنا رکھا ہے۔ میرا علاج یہی تھا کہ اگر کبھی یہاں ناگ اور ماریا اکٹھے آ جائیں تو مجھے بھی اس پتھر کی

زندگی سے نجات مل سکتی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ہم تمہیں کس طرح اس پتھر کی زندگی سے نجات دلا سکتے ہیں؟"

پادری کے مجسّمے نے کہا۔

"ناگ کو کہو کہ وہ میرے پاؤں پر ڈس دے اور اس کے بعد تم میرے بازو پر اپنا غیبی ہاتھ پھیر دو۔ میں آزاد ہو جاؤں گا اور واپس اپنی دنیا میں چلا جاؤں گا۔"

ناگ نے کہا۔

"لیکن میرے طلسم کا کیا علاج ہو گا۔ میں خود ایک طلسم کی وجہ سے سانپ کے سوا کوئی روپ نہیں بدل سکتا۔ کیا تم میرا علاج کر سکتے ہو؟"

مجسّمے نے کہا۔

"جو میں کہتا ہوں تم وہ کرو۔ نتیجہ اچھا نکلے گا۔ میرے ساتھ تم پر کیا گیا طلسم بھی غائب ہو جائے گا۔"

ناگ خاموش ہو گیا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ بھیا! جیسا مجسّمے نے کہا ہے وہی کرو۔"

ناگ رینگتا ہوا مجسّمے کے پاؤں کے پاس گیا۔ پاؤں پتھر کا تھا۔ ناگ نے منہ آگے کر کے اس کے پاؤں پر ڈس دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر میں ناگ کے دانت تو نہ گئے مگر اس کے دانتوں کا زہر اس کے پاؤں پر پھیل گیا۔ زہر کا پھیلنا تھا کہ مجسمے میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ ایک دم پورے مردانہ قد کے برابر ہو گیا اور کارنس سے نیچے اُتر آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ اُس نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"ناگ! تمہارا طلسم بھی ختم ہو چکا ہے۔ اب تم پہلے ایسے ناگ بن چکے ہو۔ اپنا سانس کھینچ کر چھوڑ دو"

ناگ نے سانس اوپر کھینچ کر چھوڑا تو وہ سانپ سے اپنی اصلی انسانی شکل میں آ گیا۔ ماریا اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ ناگ نے بھی خوش ہو کر مجسمے کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ عنبر اور ٹیکی ہمیں کہاں مل سکتے ہیں؟ وہ اس وقت کہاں ہیں؟"

مجسمے پادری نے کہا۔

"وہ تمہیں اسی شہر ایتھنز میں ملیں گے"

ماریا کہنے لگی۔

"عظیم پادری! پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم چاروں دوست اور بہن بھائی کسی جگہ اکٹھے ہوئے ہوں۔ شاید ہمارے ہزاروں سالہ سفر میں ایسا دو ایک بار ہوا ہو۔ اب ہم کیوں اس طرح مل رہے ہیں؟"

مجسمے پادری نے کہا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تمہارا پانچ ہزار سالہ واپسی کا سفر ختم ہونے والا ہے۔ تم چاروں اپنی اپنی منزل کے بہت قریب آ گئے ہو۔ اسی لیے ہو سکتا ہے اب تمہارا سفر ساتھ ساتھ ہی ہو"

یہ کہہ کر پادری کا زندہ انسانی مجسمہ غائب ہو گیا۔ ماریا نے ناگ سے کہا کہ اب انہیں اِس خانقاہ سے نکل جانا چاہیئے۔ ناگ کہنے لگا۔

"تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند ہے۔ تم باہر جا کر اسے کھول دو"

ماریا دروازے کے پٹ میں سے گزر کر دوسری طرف چلی گئی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر اور خانقاہ کے کمرے میں آ گئے۔ اِس وقت رات ڈھل رہی تھی۔ کھڑکی میں سے باہر آسمان پر چمکتے ستارے نظر آ رہے تھے۔

ماریا اور ناگ خانقاہ سے باہر نکل آئے اور انہوں نے ایتھنز شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ شہر کی اونچی نیچی پہاڑیوں کے مکان خواب میں ڈوبے ہوئے لگتے تھے۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ کہیں کہیں مشعلوں کی روشنی ہو رہی تھی۔ ماریا نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

"پادری کے مجسمے نے یہ بڑی اچھی خبر سنائی ہے کہ عنبر اور کیٹی سے ہماری اسی شہر میں ملاقات ہو گی۔"

ناگ بولا ۔

"ہمیں اب اسی شہر میں رہنا ہو گا ماریا. تاکہ عنبر اور کیٹی سے مل سکیں"

ماریا کہنے لگی۔

"ایک بات اب مجھے بہت پریشان کرنے لگی ہے۔"

"وہ کیا؟" ناگ نے پوچھا۔

ماریا نے کہا۔

"یہی کہ اب ہمارا پانچ ہزار برس کا ساتھ چھوٹنے والا ہے۔ ہمارا طویل ترین سفر ختم ہو رہا ہے۔ خدا جانے ہمارا انجام کیا ہو گا؟"

ناگ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"یہ بات تو مجھے بھی کبھی کبھی پریشان کرتی ہے ہم ہزاروں سال سے ایک ساتھ سفر کر رہے ہیں. ہماری دوستی اتنی پرانی ہو گئی ہے کہ اس دنیا میں کسی کی دوستی اتنی پرانی نہیں ہو سکتی. اگر ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ الگ ہو گئے تو ہمیں بہت دکھ

ہو گا۔"

"کیوں نہیں ناگ بھیا"، ماریا نے کہا۔

"ہم ہزاروں سالوں سے ایک دوسرے کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ اگرچہ کچھ وقت کے لیے جدا ہو جاتے ہیں مگر پھر مل جلتے رہے ہیں۔ اب اگر ہم اپنے سفر کی منزل پر پہنچ کر ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے تو ہم میں سے کوئی بھی اِسے آسانی سے برداشت نہیں کر سکے گا۔"

ناگ کہنے لگا۔

"ایک اور بات ہے ماریا — اگر دیکھا جائے تو ہماری عمریں ہزاروں برسوں کی ہو گئی ہیں۔ اِس حساب سے اگر واقعی سچ مچ ہمارا سفر ختم ہو گیا تو ہم ایک دم بوڑھے ہو جائیں گے۔ اور مر جائیں گے۔"

ماریا کانپ اُٹھی۔

"اُف میرے خداوند! نہیں نہیں ناگ! ایسا نہ کہو۔ میں اِس قسم کا خوفناک انجام نہیں دیکھ سکتی۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ انجام تو ہمیں دیکھنا ہی پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کیٹی اِس ہولناک انجام سے بچ جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیونکہ وہ ہماری دنیا کی نہیں ہے۔ وہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہے۔ وہ زندہ رہ سکے گی اور ہو سکتا ہے واپس اپنے سیارے میں چلی جائے۔ لیکن ہم تو کسی دوسرے سیارے پر نہیں جا سکتے۔ ہم ایک طلسم کے اثر میں ہیں۔ طلسم ختم ہوا تو ہم بھی ختم ہو جائیں گے۔"

اس قسم کی باتیں کرتے وہ شہر کے دروازے پر پہنچ گئے۔ شہر کا دروازہ بند تھا۔ کیونکہ آدھی رات کے بعد کوئی شخص شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"میں شہر کے اندر جاتی ہوں۔ تم دیوار کے اوپر سے اندر آ جاؤ۔"

ماریا یہ کہہ کر شہر کے بڑے دروازے میں سے اندر نکل گئی۔ ناگ نے ایک عقاب کی شکل بدل لی اور ہوا میں بلند ہو کر دیوار کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف شہر کے اندر آ گیا۔ جس طرف سے اُسے ماریا کی خوشبو آ رہی تھی وہ اس طرف آ گیا۔ یہ ایک باغ تھا جس میں جگہ جگہ سنگِ مرمر کے مجسمے بنے ہوئے تھے۔ ناگ نے اس جگہ دوبارہ انسانی اختیار کی اور آہستہ سے کہا۔

"ماریا! تم میرے پاس ہی ہو کیا؟"

"ہاں ناگ!" ماریا نے جواب دیا۔

ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے ہمیں کسی کارواں سرائے میں ہی جا کر ٹھہرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر عنبر اور کیٹی اس شہر میں آئے تو وہ بھی کسی کارواں سرائے کا ہی رُخ کریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"انہیں یقیناً" ہماری خوشبو آ جائے گی۔"

"تو چلو کوئی سرائے تلاش کرتے ہیں۔"

شہر سنسان اور خاموش تھا۔ کسی وقت کسی بازار میں سے کوئی چوکیدار آواز لگاتا گزرتا جاتا تھا۔ ناگ خاموشی سے چلا جا رہا تھا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی مگر وہ کسی کو نظر نہ آ رہی تھی۔ ناگ نے ایک یونانی چوکیدار سے جو سپاہی تھا پوچھا کہ یہاں کوئی کارواں سرائے کہاں ہے؟ چوکیدار نے ناگ سے سوال کر دیا کہ تم رات کے پچھلے پہر کہاں سے آئے ہو؟ جبکہ شہر کے سارے دروازے بند ہیں؟ ناگ نے یونہی ایک بہانہ بنا دیا کہ وہ رات دیر سے شہر میں داخل ہوا تھا۔ کچھ وقت باغ میں گزارا اب سردی لگ رہی ہے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کسی سرائے میں جا کر باقی رات بسر کرنا چاہتا ہے۔
سپاہی چوکیدار نے ناگ کو سرائے کا پتہ بتایا اور اسے ٹکٹکی
نظروں سے دیکھتا ہوا ایک طرف گھوم گیا۔

ماریا مسکرانے لگی۔ "وہ شریف آدمی تھا یہ"

"ہاں" ناگ بولا۔

ماریا نے لمبا سانس کھینچ کر کہا۔

"اس شہر سے ابھی تک مجھے عنبر اور کیٹی کی خوشبو نہیں آئی۔ کیا تمہیں آئی ہے ناگ؟"

"نہیں ماریا"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی یہاں نہیں پہنچے" ناگ بول
ماریا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے پادری کے مجسمے نے یونہی کہہ دیا ہو کہ یہاں ہمیں عنبر اور کیٹی ملیں گے؟"
ناگ نے کہا۔

"نہیں ماریا۔ پادری کا مجسمہ جھوٹ نہیں بول سکتا عنبر اور کیٹی سے ہماری ملاقات اسی جگہ ہوگی مجھے اس کا یقین ہے"

وہ سرائے میں پہنچ گئے۔ ناگ انسانی شکل میں تھا۔ ا
کے پاس وہاں کا کوئی سکہ نہ تھا۔ صرف ایک سفید موتی

وہ موتی اس نے سرائے کے مالک کو دے دیا اور کہا۔

"ہم کچھ دن تمہاری سرائے میں ٹھہریں گے"

سرائے کے مالک نے نیند میں آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ہم کون؟ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ مجھے تو تم اکیلے نظر آتے ہو"

اب ناگ کو اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ اس نے یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ سرائے کا مالک ماریا کو نہیں دیکھ سکتا۔ جلدی سے بولا۔

"ہاں ہاں بھئی میں اکیلا ہی ہوں — بالکل اکیلا ہوں"

"تو پھر جاؤ کونے والی کوٹھری خالی ہے وہاں جا کر سو رہو"

یہ کہہ کر سرائے کا مالک پہلو بدل کر پھر سو گیا۔
ماریا مسکرانے لگی۔

"ناگ اگر تم کہہ دیتے کہ ماریا بھی میرے ساتھ ہے تو کیا فرق پڑتا۔ وہ تو مجھے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا"
ناگ بولا۔

"پھر وہ ضرور مجھے کوئی پاگل سمجھتا اور کوٹھری میں بھجوانے کی بجائے پاگل خانے بھجوا دیتا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں ہنستے ہوئے کوٹھڑی میں داخل ہو گئے۔

عنبر اور کیٹی بھی ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ آ رہے تھے اُن کی منزل بھی وہی شہر یعنی ایتھنز تھا جہاں ماریا اور ناگ پہلے سے موجود تھے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ ان کی ملاقات اسی شہر میں ناگ اور ماریا سے ہونے والی ہے۔ یہ چھوٹا سا قافلہ سفر کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا تو عنبر نے پھونک کر ہوا میں لمبا سانس لیا اور بولا۔

"کیٹی! تم کچھ سونگھ رہی ہو خاص قسم کی خوشبو؟"

کیٹی نے بھی ایک سانس بھرا اور بولی۔

"ارے ہاں عنبر بھائی! مجھے تو ناگ ماریا کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے"

عنبر نے خوش ہو کر کہا۔

"یا خدا تیرا شکر ہے۔ وہ دونوں اسی جگہ ہیں"

قافلہ صبح صبح شہر میں داخل ہوا تھا۔ یہ شہر کے کونے د
دوسری سرائے تھی۔ یہاں پہنچتے ہی عنبر اور کیٹی خوشبو سونگ
ناگ اور ماریا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ جب خوش
آ رہی ہو تو پھر ایک دوسرے تک پہنچنا اِن کے لیے کوئی مشک
بات نہیں تھی۔ چنانچہ وہ شہر کی مختلف سڑکوں سے ہو

ہوتے آخر اس سرائے میں پہنچ گئے جہاں ناگ اور ماریا موجود تھے۔

دوسری طرف ناگ اور ماریا بھی اپنے ساتھیوں کی خوشبو محسوس کر کے کوٹھڑی سے باہر آ گئے تھے۔ ناگ نے اپنے سامنے عنبر اور کیٹی کو دیکھا تو خوشی سے اُچھل کر اُن کی طرف بڑھا۔

"عنبر! کیٹی!"

ماریا بھی وہاں پہنچ گئی۔ سب ایک دوسرے سے بڑی گرمجوشی سے ملے۔ کوٹھڑی میں بیٹھ کر سب نے اپنی اپنی کہانیاں اور آپ بیتیاں بیان کیں اور مزے مزے کی باتیں کرنے لگے۔ ایک عرصے کے بعد چاروں دوست ایک جگہ اکٹھے ہوئے تھے۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ سرائے کا مالک اندر آ کر ناگ سے مخاطب ہو کر بولا۔

"میاں تمہارے مہمان آ گئے ہیں۔ اب تم سے دُگنا کرایہ لوں گا"

عنبر نے اس کی طرف دیکھا اور جیب سے سونے کے دو سکے نکال کر اس کی طرف اُچھال دیئے۔

"یہ لو ہمارا کرایہ"

سونے کے سکے پا کر سرائے کا مالک بے حد خوش ہوا۔ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کوئی بات نہیں ہے جناب۔ آپ اسے اپنی ہی سرائے سمجھیں۔ جب تک جی چاہے رہیں۔"

ناگ نے سرائے کے مالک سے کہا۔

"اب تمہیں میرا قیمتی موتی واپس کر دینا چاہیئے۔"

سرائے کے مالک نے کہا۔

"جناب! آپ کا موتی میرے پاس آپ کی امانت ہے۔ جب جب چاہیں مجھ سے لے لیں۔ لیکن اس وقت آپ کے موتی میں میرے بچے کی جان ہے۔"

"کیا مطلب؟" ناگ نے چونک کر پوچھا۔

عنبر اور کیٹی اور ماریا بھی دلچسپی سے سرائے کے مالک کی طرف دیکھنے لگے۔ سرائے کا مالک قالین پر بیٹھ گیا اور ٹھنڈا سانس بھر کر بولا۔

"جناب! یہ بڑی دکھ بھری کہانی ہے۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ جس کی عمر اس وقت پندرہ سال کی ہے۔ میں نے اسے بڑے لاڈ پیار سے پالا ہے۔ لیکن دو سال ہوئے اسے ایک پُراسرار بیماری لگ گئی جس نے اسے اندر ہی اندر گھن کی طرح کھانا شروع کر دیا۔ وہ سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ میں اسے ایک جوتشی کے پاس لے گیا جس نے اس کا زائچہ بنا کر بتایا کہ میرے

لڑکے نے ایک ایسے درخت کا پھل توڑا ہے جس کے نیچے ایک جن رہتا ہے۔ یہ سزا اسے جن نے پھل توڑنے کی دی ہے۔ میں نے جوتشی کے بہت ہاتھ پاؤں جوڑے کہ کسی طرح جن کو راضی کر کے میرے بچے کی زندگی بچاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھے سات قیمتی اور نایاب موتی لا کر دو۔ پھر میں تمہارے بچے کا علاج کروں گا۔ میں نے بڑی مشکل سے چھ سفید موتی کسی نہ کسی طرح اسے لا کر دے دیئے۔ اب ساتویں موتی کی تلاش میں تھا کہ آپ نے مجھے اپنا موتی دے دیا۔ میں نے وہ موتی جوتشی کو دے دیا ہے۔ اگر میں نے اس سے واپس مانگا تو وہ بڑا لالچی اور کمینہ شخص ہے وہ میرے بچے پر جادو ٹونا کر کے اسے مار ڈالے گا۔ اس لیے مجھ سے چاہے اس کی قیمت لے لیں مگر وہ موتی مجھ سے واپس نہ مانگیں۔"

ناگ نے عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھا اور پھر عنبر نے کہا۔

"بابا تم ہمیں اس جوتشی کے پاس لے چلو۔"

ناگ نے کہا۔

"میں تم سے موتی واپس نہیں مانگتا۔ لیکن ہمیں ایک تو اپنے بیٹے کو دکھاؤ اور پھر وہ جوتشی ملاؤ جو تم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے سات قیمتی موتی لے کر بھی تمہارے بچے کا علاج کرنے سے کترا رہا ہے۔"

سرائے والا بولا۔

"وہ جوتشی بڑا لالچی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اپنی سرائے اور دوسری جائیداد لکھ کر دے دو۔ پھر میں تمہارے بچے کا زائچہ بناؤں گا۔"

اور سرائے والے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہنے لگا۔

"جناب میرا اکلوتا بچہ ہے۔ کیا کروں۔ اب سوچا ہے کہ اولاد کی خاطر یہ سرائے بھی لالچی جوتشی کو دے دوں گا۔ اپنی زمین بھی اس کے نام لکھ دوں گا میں اپنے بچے کی زندگی چاہتا ہوں۔"

کیٹی نے کہا۔

"بابا! تم ہمیں جوتشی کے پاس تو لے چلو۔ ہم اس سے بات کر لیتے ہیں۔"

سرائے کا مالک گھبرا سا گیا۔

"بیٹی ہو سکتا ہے وہ تم لوگوں کی وجہ سے تاؤ میں آ جائے اور میرے بیٹے کو نقصان پہنچا دے۔"

ناگ بولا۔

"تم اُسے یہ بتانا کہ ہم تمہارے رشتہ دار ہیں اور

جوتشی کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ باقی ہم خود اس سے بات کریں گے۔"

سرائے کا مالک کچھ خاموش سا ہو گیا۔ عنبر نے بھی اسے مجبور کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے پاس تو لے چلے۔

"میں تمہارے بیٹے کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ آخر اُسے بیماری کیا ہے۔"

سرائے کا مالک راضی ہو گیا۔ اس نے عنبر ناگ کیٹی کو ساتھ لیا اور سرائے کے پچھواڑے ایک محلے میں اپنے مکان میں آ گیا۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی مگر سرائے کا مالک اُسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ایک دلان میں چارپائی پر ایک پندرہ سولہ برس کا نوجوان لڑکا لیٹا ہوا تھا جو سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا۔ عنبر نے جاتے ہی اس کی نبض دیکھی اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ کمزوری کی وجہ سے لڑکے کے منہ سے پوری بات نہیں نکل رہی تھی۔ عنبر اور ناگ نے فوراً محسوس کر لیا کہ اس لڑکے پر کسی نے آسیب کر رکھا ہے اور وہ جادو میں جکڑ دیا گیا ہے۔

ناگ نے سرائے کے مالک سے کہا کہ اب وہ انہیں جوتشی کے پاس لے چلے۔ جوتشی شہر سے باہر ایک باغ کی بارہ دری میں بیٹھا تھا۔ ایک امیر عورت اپنے غلاموں کے ساتھ وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موجود تھی جوتشی سے اپنا زائچہ بنوا رہی تھی اور اس کو سونے کی اشرفیوں کی تھیلی دے کر اس سے اپنی قسمت کا حال پوچھ رہی تھی۔ سرائے کا مالک ادب سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ عنبر ناگ کیٹی بھی خاموشی کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے۔ جوتشی نے اُن کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور امیر عورت سے باتیں کرتا رہا۔ جب وہ امیر عورت اٹھ کر چلی گئی تو جوتشی نے بڑے غرور سے سرائے کے مالک کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیوں۔ کیا سوچا تم نے؟ اگر اپنے بیٹے کی زندگی عزیز ہے تو اپنی سرائے اور جائیداد میرے نام لکھ دو۔ ایسا زائچہ بنا کر درخت کے نیچے دبواؤں گا کہ تمہارے بیٹے پر سے آسیب کا سایہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ بولو! منظور ہے کہ نہیں؟"

سرائے کے مالک نے کہا۔

"منظور ہے حضور! منظور ہے۔"

جوتشی بولا۔ "تو پھر یہاں آ کر دستخط کر دو"

جونہی سرائے کا مالک، بے چارا بے بس باپ دستخط کرنے کے لیے اٹھا، عنبر نے اُسے پکڑ کر وہیں بٹھا لیا۔ جوتشی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ عنبر کی طرف گہری نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔

"یہ کون ہے؟ یہ تم کن لوگوں کو اپنے ساتھ لے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"حضور! ہم اس کے رشتے دار ہیں۔"

"تم کس لیے یہاں آئے ہو؟" جوتشی نے غصّے میں پوچھا۔

عنبر بولا۔

"حضور! ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس بے چارے سے اس کی سرائے اور جائیداد نہ لیں۔ کیونکہ یہی اس بے چارے کا سارا سرمایہ ہے اور اسی سے اپنا اور اپنے بچے کا پیٹ پالتا ہے"

جوتشی نے بڑی رعونت سے کہا۔

"اس کے پاس مجھے کچھ دینے کو اور ہے ہی کیا"

ناگ نے بڑے ادب سے کہا۔

"حضور آپ کو جو کچھ لینا ہے ہم سے لے لیں"

جوتشی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"تم لوگ تو مجھے اس بڈھے سے بھی زیادہ غریب اور فاقہ کش معلوم ہوتے ہو۔ تم مجھے کیا دو گے بھلا"

عنبر نے ناگ کا بازو دبا دیا اور خود بولا۔

"حضور! آپ حکم کریں آپ کو کیا چاہیئے؟"

جوتشی کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ وہ عنبر ناگ اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کو گردن ٹیڑھی کر کے دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"یہاں سے دو کوس دور پہاڑیوں میں ایک پانی کی ڈونگی باؤلی ہے۔ اس باؤلی میں آدھی رات کو ایک لاش اُبھر کر تیرتی ہے اس لاش کے منہ میں ایک سرخ قیمتی لعل ہے۔ اس لعل کی حفاظت ایک پانی کا زہریلا سانپ کرتا ہے۔ اگر تم مجھے لاش کے منہ سے قیمتی لعل لا دو تو میں اس بُڈھے کی جائیداد اپنے نام نہیں کروں گا۔"

سرائے کے مالک نے سہمی ہوئی آنکھوں سے عنبر ناگ کو دیکھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ لاش کے منہ سے لعل نکال کر لانا جس کی حفاظت ایک سانپ کر رہا ہو کوئی آسان کام نہیں ہے۔ عنبر نے کہا۔

"ہم آپ کو لاش کا لعل لا دیں گے۔ لیکن آپ کو وعدہ کرنا ہو گا کہ اس کے بعد آپ اس بوڑھے کے بیٹے کا زائچہ بنا کر اسے اچھا کر دو گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔" جوتشی نے مسکرا کر کہا۔ "مگر تم خوفناک باؤلی سے واپس نہیں آ سکو گے وہاں جو بھی گیا واپس نہیں آیا۔"

ناگ بھی مسکرا کر بولا۔

"ہم واپس آ جائیں گے۔"

اور وہ جوتشی سے رخصت ہو کر سرائے کے مالک کے ساتھ واپس آ گئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بابل کا خونی مندر

سرائے کا مالک بہت پریشان تھا۔

اسے یقین نہیں تھا کہ عنبر ناگ میں سے کوئی لاش والی باؤلی میں اُتر کر زہریلے سانپ کا مقابلہ کرتے ہوئے لاش کے منہ سے سُرخ لعل لے آئے گا۔ عنبر نے اُسے حوصلہ دیا اور کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ خدا پہ بھروسہ رکھو۔ ہم اِس جوتشی سے تمہاری اور تمہارے بچے کی جان چھڑا دیں گے۔ ناگ اور کیٹی نے بھی اسے تسلی دی۔ ماریا خاموش رہی۔ جب سرائے کا مالک چلا گیا تو ماریا نے کہا۔

"کیا ہم چاروں کو اس خطرناک باؤلی پہ جانا ہوگا؟"

ناگ نے کہا۔

"تم لوگوں کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ پانی کا سانپ اپنے آپ مجھے لعل نکال کر لادے گا۔"

آخر یہی طے ہوا کہ رات کو ناگ ہی جائے گا۔ چنانچہ جب

آدھی رات ہوئی تو ناگ سرائے میں سے نکل کر اندھیرے میں پہاڑیوں کی طرف روانہ ہوگیا۔ رات گُپ اندھیری تھی۔ شہر سے دو کوس دور پہاڑیوں میں جوتشی کے کہنے کے مطابق ایک غار کے قریب درختوں کے درمیان پتھروں میں ایک باؤلی بنی ہوئی تھی۔ یہ باؤلی ایک گہرے گول اور تنگ و تاریک کنوئیں کی طرح تھی۔ ناگ نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ دور نیچے اِسے پانی چمکتا دکھائی دیا۔ ابھی لاش پانی کی سطح پر نہیں نکلی تھی۔ نیچے پانی تک جانے کے لیے باؤلی میں پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔

ناگ سیڑھیاں اترتا پانی کے پاس چلا گیا۔ اسے وہاں آئے چند سیکنڈ گزرے تھے کہ آدھی رات کا سمے پورا ہوگیا۔ اور پانی میں ہل چل سی پیدا ہوئی۔ اور پھر ایک انسانی لاش پانی کے اندر سے نکل کر باہر اُبھری اور تیرنے لگی۔ ناگ نے دیکھا کہ لاش کا چہرہ نیلا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ اس کا منہ بھی بند تھا۔ اس کے سینے پر سانپ کی جگہ ایک کچھوا بیٹھا تھا جس کے اوپر ایک کالے رنگ کا بہت ہی زہریلا اور کچھوے جتنا بڑا بچھو بیٹھا اپنی زہر بھری دُم کو بار بار آگے کو ہلا رہا تھا۔

ناگ بڑا حیران ہوا کہ جوتشی کم بخت نے تو کہا کہ لاش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سینے پر سانپ ہو گا مگر یہاں تو آگے ایک زہریلا بچھو بیٹھا
تھا۔ بچھو کچھوے کے اوپر چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ شاید
اس نے بھی ایک انسان کی بو پالی تھی، اور وہ غضبناک ہو رہا تھا
ناگ جلدی سے ایک سیڑھی اوپر چڑھ گیا۔ لاش آہستہ
آہستہ گردش کر رہی تھی۔ ناگ ناکام لوٹ کر نہیں جا سکتا
تھا۔ اُسے ہر حالت میں لاش کے منہ میں سے لعل نکال کر
ساتھ لے جانا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ سب سے
پہلے اس بچھو کو ہلاک کیا جائے۔ سانپ اور بچھو کی دشمنی بڑی
پرانی ہے۔ سانپ عام طور پر بچھو سے گھبراتا ہے کیونکہ بچھو
بڑی تیزی سے اپنا ڈنک چلاتا ہے۔ پھر بھی ناگ کو ہر حالت
میں یہ خطرہ مول لینا تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور
جب سانس چھوڑا تو وہ ایک کالے اژدھے کا روپ د
چکا تھا۔ اس نے زور سے ایک پھنکار ماری۔ بچھو بھی
چوکس ہو گیا۔ وہ لپک کر کچھوے کی گردن کے اندر گھس
گیا اور اژدہا پر حملے کے موقع کی تلاش میں رہا۔

ناگ پانی میں اتر گیا۔ وہ لاش کے چہرے کے قریب
پہنچا تو کچھوے کی گردن کے اندر سے بچھو باہر نکل
اور اس نے اژدھا کی پر چھلانگ لگائی۔ اگر ناگ تیزی
سے پانی میں ڈبکی نہ لگا جاتا تو بچھو نے اس کی گردن

ڈس چکا ہوتا اور پھر ہو سکتا تھا کہ ناگ کو پریشانی ہوتی مر
تو وہ نہیں سکتا تھا لیکن ایسا ہو سکتا تھا کہ وہ اِس کے
زہر سے بے ہوش ہو جاتا۔

پانی کے اندر ہی اندر سے ناگ لاش کی گردن کے قریب
نکل آیا اور اُس نے بچھو کو دیکھا کہ وہ لاش کی ٹانگ کے
اوپر بیٹھا نیچے پانی میں اژدہا کو دیکھنے کی کوشش میں تھا۔ ناگ
نے پانی میں سے اپنی دُم اُٹھا کر ایک ہنٹر کی طرح پوری
طاقت سے بچھو کے سر پر ماری۔

بچھو دو ٹکڑے ہو کر پانی میں گر گیا۔

بچھو کے مرتے ہی کچھوا بھی لاش کے سینے سے اُتر کر پانی
میں ڈبکی لگا گیا۔ لاش اور ناگ اکیلے رہ گئے۔ ناگ نے اژدہا
ہی کی شکل میں لاش کے منہ پر اپنی تھوتھنی لگا کر اُسے کھول
دیا۔ لاش کے حلق میں سرخ سُرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی۔
یہ سُرخ روشنی اِس سُرخ لعل یا عقیق کی تھی جو لاش کے
حلق میں تالو کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ ناگ نے لاش کے حلق میں
منہ ڈال کر سُرخ لعل باہر نکال لیا اور پانی پر تیرتا ہوا باؤلی
کی سیڑھیوں پر سے ہو کر باؤلی سے باہر آگیا۔ اس نے
نیچے جھانک کر دیکھا۔ لاش غائب ہو چکی تھی۔ ناگ نے انسان
کی شکل اختیار کی۔ لعل کو جیب میں رکھا اور پہاڑیوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گزرتا واپس سرائے کی طرف چل پڑا۔

سرائے کی کوٹھڑی میں عنبر، کیٹی اور ماریا اِس کے انتظار میں تھے۔ ناگ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ مہم کامیاب رہی؟ ناگ نے کہا۔

"اس مکار جوتشی نے کہا تھا کہ سانپ ہوگا وہاں۔ مگر وہاں تو ایک بہت ہی خطرناک بچھو تھا۔"

"میں ابھی اُس جوتشی کا سر کچل دیتی ہوں"، ماریا نے غصے سے کہا۔

عنبر بولا۔

"یہ کام ہم بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں مگر اس جوتشی نے سرائے والے کے بچے کی صحت کے لیے زائچہ تیار کرنا ہے جو ہم نہیں کر سکتے اس لیے غصہ تھوک دو۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہمیں یہ لعل ابھی سرائے والے کو دے دینا چاہیئے۔"

ناگ بولا۔

"ابھی کیا ضرورت ہے دینے کی۔ آدھی رات کا وقت ہے۔ صبح دے دیں گے۔"

کیٹی نے اپنے سر پہ ہاتھ پھیر کر کچھ گھبراہٹ کے سا

کہا۔

"مجھے۔۔۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہم یہاں سے پیچھے کی طرف جانے والے ہیں۔"

"کیا کیا؟" عنبر چونک کر بولا۔

کیٹی نے کہا۔

"میرے دل میں گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔ ایسی گھبراہٹ عام طور پر اُس وقت ہوا کرتی ہے جب میں پیچھے کے زمانے کی طرف جانے والی ہوتی ہوں۔"

ماریا بولی۔

"یہ تمہارا وہم ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ کیٹی کا وہم نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ ہم واپسی کے سفر کی آخری منزل پر پہنچنے والے ہیں اور یہاں ایک خانقاہ کے پُراسرار پادری کے مجسمے نے مجھے کہا بھی تھا کہ اب ہم چاروں دوست اور بہن بھائی مل کر سفر کریں گے کیونکہ ہمارا سفر ختم ہونے والا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

عنبر نے سر جھکا لیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ اس نے ٹھیک کہا تھا۔ پھر بھی ہمیں چاہیئے کہ ہم رات کو ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سوئیں یا بیٹھیں۔ کیونکہ اکثر ہم رات کے وقت ہی پچھلے زمانے کی طرف جایا کرتے ہیں۔"

ماریا کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے کہا۔

"تم کس لیے ہنس رہی ہو؟"

ماریا بولی۔

"مجھے تم لوگوں کی سادگی پر ہنسی آ رہی ہے اتنے تجربہ کار سیانے انسان ہو کر بھی تم اس قسم کی باتوں پر یقین کر رہے ہو۔"

ہمبر بولا۔

"تو کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم پچھلے زمانے میں نہیں جائیں گے؟ کیا اس سے پہلے ہم دو دو سو اور پانچ پانچ سو سال اچانک پیچھے یا آگے کے زمانے میں نہیں جاتے رہے؟"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاتے رہے ہیں۔ مگر ایک ساتھ کبھی نہیں گئے۔ اب بھی اگر کوئی گیا تو کیٹی اکیلی ہی جائے گی۔ کیونکہ اس کی طبیعت گھبرا رہی ہے ہماری نہیں۔"

ناگ بولا۔

"پھر بھی اگر ہم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ رات گزار دیں تو اس میں کیا حرج ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"میرے ہاتھ میں تو کوئی بھی ہاتھ نہیں ڈال سکے گا۔ کیونکہ میرا ہاتھ غائب ہے۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"تم ہمارے ساتھ لگ کر بیٹھ جانا۔ اور پھر کبھی کبھی تم اپنے ہاتھ کو محسوس کرا لیا کرتی ہو۔"

ماریا پھر ہنس دی اور بولی۔

"چلو اگر تم سب مجھے مجبور کرتے ہو تو میں ایسا کر لوں گی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر آج رات ہم میں سے کوئی پچھلے زمانے کی طرف گیا تو وہ کیٹی ہو گی۔" ہم شاید اس کے بعد ایک ایک کر کے واپس جائیں۔"

ناگ کو پادری کے مجسمے کی بات کا خیال آ گیا۔ اس نے کہا۔

"ان باتوں کو اب بھول جاؤ ماریا۔ یہ ہمارے طویل سفر کے آخری سال ہیں۔ اب جہاں تک میرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خیال ہے ہم ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے"
عنبر اور کیٹی مسکرانے لگے۔ عنبر نے کہا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ مگر ایک سوال میرے دل میں اب کھٹکنے لگا ہے کہ جب ہمارا سفر ختم ہو گیا۔ جب ہم فرعونوں کے مصر میں واپس اِس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے ہم نے اپنا سفر شروع کیا تھا تو اس کے بعد کیا ہو گا؟"

ناگ بولا۔

"میں اور ماریا اِس سے پہلے یہی باتیں کرتے رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"ایک بات ظاہر ہے کہ اس وقت ہم میں سے سب کی عمریں قریب دس ہزار سال کی ہو گئی ہیں اور اگر ہمارا سفر ختم ہو گیا تو ظاہر ہے کہ ہم ایک دم بوڑھے ہو کر مر جائیں گے۔"

عنبر بولا۔

"مگر کیٹی کے ساتھ ایسا نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ ہماری دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہم کیٹی سے درخواست کریں گے کہ اگر ہم سفر ختم ہونے کے بعد ایک دم بوڑھے ہو کر مر گئے تو وہ ہماری ہڈیوں کو دفن کر کے ہماری قبریں بنا دے۔"

کیٹی نے فوراً کہا۔

"ایسی باتیں نہ کرو ناگ بھیا۔ میرا دل اُداس ہو رہا ہے۔ تم لوگوں کے بغیر میں بھی زندہ نہیں رہ سکوں گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"مجھے اپنے انجام کے بارے میں ابھی تک کچھ پتہ نہیں کہ میں غیبی حالت میں ہی ختم ہو جاؤں گی یا انسانی شکل میں ظاہر ہو کر مر جاؤں گی۔ اُف خدایا! مجھے بوڑھی کھوسٹ ہونا بالکل پسند نہیں۔"

عنبر بولا۔

"خیر ہمارا انجام جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا اس وقت تو کیٹی کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر سو جانا چاہیئے؟"

کیٹی نے کہا۔

"عنبر ٹھیک کہتا ہے۔ کیونکہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ آج کی رات ہم یہاں سے، اس زمانے سے نکل کر پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا۔

"وہ پیچھے جائیں یا نہ جائیں لیکن لاش والا عقیق تو بے چارے سرائے کے مالک کو دے آؤ ناگ بھیا تاکہ اس کے بچے کی جان چھوٹے"

ناگ نے کہا۔

"ہاں! میں ابھی جا کر اسے دے آتا ہوں"

یہ کہہ کر ناگ نے عقیق لیا اور سرائے کے مالک کی کوٹھڑی کا دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں ملتا باہر آ گیا۔ ناگ نے اسے چمکتا ہوا لعل دے کر کہا۔

"بابا! یہ رہا باؤلی کی لاش والا عقیق۔ یہ جوتشی کو جا کر دے دینا"

سرائے کا مالک بہت خوش ہوا۔ عقیق لے کر بولا۔

"اتنی رات کو تمہیں تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی، صبح کو آ جاتے۔ ویسے میں تمہاری بہادری کی داد دیتا ہوں۔ تم لوگوں نے میرے بچے کی جان بچا لی ہے۔ میں تمہارا احسان کبھی نہ بھول سکوں گا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے بابا۔ اسے تم اپنے پاس رکھ لو"

عقیق سرائے کے مالک کے حوالے کر کے ناگ اپنی کوٹھڑی میں واپس آ گیا۔ وہاں عنبر اور کیٹی قالین پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ماریا کی خوشبو بتا رہی تھی کہ وہ بھی وہاں موجود ہے۔ عنبر نے کہا۔

"ناگ بھیا! کیٹی کہہ رہی ہے کہ اس کی طبیعت کچھ زیادہ ہی گھبرا رہی ہے۔ اس لیے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ میں ہاتھ ڈال کر لیٹ جانا چاہیئے"

ماریا کہنے لگی۔

"مگر ہمیں تو نیند نہیں آئے گی۔ لیٹ کر کیا کریں گے"

عنبر بولا۔

"ویسے ہی لیٹ جائیں گے۔ رات بھی کافی ہو گئی ہے"

انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اور وہیں قالین پر لیٹ گئے۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ باہر خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ اسے اپنی مرضی کے خلاف نیند آنے لگی ہے۔ اس نے کہا۔

"یہ کیا بات ہے مجھ پر نیند چھا رہی ہے"

ماریا نے کہا۔

"مجھے بھی نیند آ رہی ہے"

عنبر اور کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ گہری نیند سو چکے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے ماریا سے کہا۔

"ماریا! یہ لوگ تو پہلے ہی سو چکے ہیں۔ پادری کے مجسّمے کی بات ٹھیک تھی۔ ہم واپس پچھلے زمانے میں جا رہے ہیں"

ماریا سنجیدہ آواز میں بولی۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے ایسی نیند پہلے کبھی نہیں آئی جیسی اب آ رہی ہے"

ناگ نے کہا۔

"دیکھنا یہ ہے کہ اگر ہم آج رات تاریخ کے پچھلے دَور میں جا رہے ہیں تو کس دَور میں جا کر نکلیں گے؟"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا۔ ماریا کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ مگر وہ سو چکی تھی۔ ناگ نے ایک دو بار اُسے آواز دی مگر کوئی جواب نہ ملا تو ناگ پر بھی گہری نیند نے حملہ کر دیا اور وہ سو گیا۔

سب سے پہلے عنبر کی آنکھ کھلی۔

اس نے چاروں طرف سر اٹھا کر دیکھا کہ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اور وہ ریت کے ٹیلے کے سائے میں جنگلی جھاڑیوں میں کیٹی اور ناگ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے زمین پہ بیٹھا ہوا ہے۔ اسے ماریا کی خوشبو بھی آ رہی تھی۔ اس نے کیٹی اور ناگ کو جگایا۔

وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ ماریا کی بھی آنکھ کھل گئی۔ ناگ بولا۔

"کیٹی کا اندازہ درست نکلا۔ ہم یونانی دور میں سے نکل کر پیچھے آ چکے ہیں"

کیٹی بولی۔

"یہ کون سا علاقہ ہے؟ کس بادشاہ کا زمانہ ہے؟"

ناگ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی ہمیں معلوم کرنا ہوگا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہم چاروں اکٹھے پیچھے کے زمانے میں آتے ہیں"

عنبر نے کہا۔

"ماریا کی خوشبو آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے وہ بھی ہمارے ساتھ ہی ہوگی۔ کیوں ماریا؟ تم ہمارے قریب ہی ہو ناں؟"

"کیوں نہیں۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں" ماریا نے کہا۔

ناگ کہنے لگا۔

"پادری کا مجسمہ سچا تھا۔ اُس نے مجھے بتا دیا تھا کہ اب تم لوگ ایک ساتھ ہی سفر کرو گے"

ماریا کہنے لگی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس زمانے میں پہنچ گئے ہیں اور یہ کون سا ملک کون سا شہر ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اُٹھ کر ٹیلے کے آس پاس نگاہ دوڑائی اور بولا۔
"یہ صحرائی علاقہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم یونان میں نہیں ہیں۔ یہ مصر کا علاقہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہم مصر میں ہوتے تو کہیں نہ کہیں اہرام مصر ضرور دکھائی دیتے۔"
ناگ نے کہا۔
"وہ دُور کھجوروں کے جُھنڈ بتا رہے ہیں کہ یہ شام یا عراق کا علاقہ ہے۔"
کیتھی کہنے لگی۔
"ہمیں یہاں سے نکل کر ٹیلے کی دوسری طرف جا کر پتہ کرنا چاہیئے کہ ہم کس ملک میں ہیں اور کیا قریب کوئی شہر ہے کہ نہیں؟"
ماریا بولی۔
"اچھا خیال ہے۔ چلیئے۔ چلتے ہیں یہاں سے ویسے یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہم چاروں اکٹھے سفر کر رہے ہیں۔"
عنبر نے کہا۔
"خدا کرے کہ اب ہم اکٹھے ہی رہیں۔"
وہ چاروں اُٹھ کر ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے ہو کر

ایک چھوٹے سے صحرائی راستے پر آ گئے۔ جو ایک طرف ریت کے اونچے ٹیلوں کی قطار کی طرف چلا جاتا تھا۔ ناگ نے کہا۔
"عنبر کے پاس سونے کے کچھ سکے تو ہیں۔"
عنبر بولا۔
"مگر مصیبت یہ ہے کہ میرے پاس آج سے آگے کے زمانے کے سونے کے سکے ہیں۔ یہاں انہیں کوئی نہیں لے گا۔ بلکہ ان کی تو سمجھ میں ہی نہیں آئے گا کہ یہ سکے کس زمانے کے ہیں۔"
ماریا کہنے لگی۔
"آخر سونا تو ہے ناں۔ ہم سونا کے حساب سے اِسے فروخت کر دیں گے۔"
"ہاں یہ ہو سکتا ہے۔" کیتھی نے آہستہ سے کہا۔
وہ ریتلے راستے پر صحرا میں پھیلتی صبح کی ہلکی ہلکی دھوپ میں چلے جا رہے تھے کہ پیچھے سے ایک اونٹ سوار آتا دکھائی دیا۔ عنبر نے کہا۔
"اس مسافر سے پوچھتے ہیں کہ ہم کس زمانے میں آ گئے ہیں اور یہاں کون سا شہر قریب ہے۔"
وہ ایک طرف کھڑے ہو کر اُونٹ سوار کا انتظار کرنے لگے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اِن کے قریب سے گزرا تو وہ بھی کچھ تعجب سے ناگ عنبر اور کیٹی کو تکنے لگا۔ کیونکہ ان لوگوں کے لباس اِس زمانے کے لوگوں کے لباس کے مطابق نہیں تھے۔ اونٹ سوار کے لباس میں زرد رنگ کا لبادہ شامل تھا جو اس بات کی علامت تھی کہ ابھی وہ مصر کے دور میں داخل نہیں ہوئے کیونکہ مصر کا رنگ نیلا تھا۔ اور فرعون مصر کے زمانے میں اکثر لوگ نیلے رنگ کا لباس پہنا کرتے تھے۔ عنبر نے اونٹ سوار کو روک لیا اور اس سے پوچھا۔

"بھائی! آگے کون سا شہر ہے؟"

اونٹ سوار نے کہا۔

"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟"

ناگ نے عنبر اور کیٹی کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا۔

"بھائی ہم مسافر ہیں۔ قافلے سے بچھڑ گئے تھے۔ صحرا میں راستہ بھولے ہوئے ہیں۔ تم ہمیں صرف اتنا بتا دو کہ آگے کون سا شہر ہے؟"

اونٹ سوار بولا۔

"آگے شہر بابل ہے۔ تم لوگ ملک عراق میں ہو"

عنبر نے اونٹ سوار کا شکریہ ادا کیا اور صرف اتنا مزید پوچھا کہ بابل شہر وہاں سے کتنی دُور ہے۔ اونٹ سوار یہ بتا کر آگے چل دیا کہ بابل وہاں سے دس کوس کے فاصلے پر ہے۔ جب

اونٹ سوار آگے نکل گیا تو عنبر نے کہا۔

"یقیناً بابل کا شہر ان ٹیلوں کے پیچھے ہے اور ضرور یہ بابل کی تہذیب کا شروع شروع کا زمانہ ہے۔ کیونکہ مجھے مینارِ بابل اور معلق باغات والا محل نظر نہیں آ رہا جو دُور سے مسافروں کو دکھائی دیا کرتا تھا"

ناگ نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ ھینی بال سے بھی پہلے کا زمانہ ہے۔ کیونکہ معلق باغات اور مینارِ بابل اس نے تعمیر کروائے تھے"

ماریا بولی۔

"ہاں ——— اور اس سے ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ہم فرعون مصر کے زمانے کے بالکل کنارے پر پہنچ چکے ہیں کیونکہ اس کے کچھ ہی سال بعد فرعون مصر کی تاریخ اور ان کا عہد شروع ہو جاتا ہے"

وہ چلتے بھی جا رہے تھے اور باتیں بھی کرتے جاتے تھے۔ عنبر کہہ رہا تھا۔

"یہ حمورابی سے بھی پہلے کا زمانہ ہے۔ ضرور بابل پر فنیقیوں کی حکومت ہو گی۔ یہ لوگ تو بیل کی پوجا کرتے تھے۔ اور ان کے دیوتا کا نام بال تھا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کہنے لگی۔

"وہی بال دیوتا جس کے بہت بڑے بُت کا منہ کھلا ہوتا تھا۔ نیچے اس کے پیٹ میں آگ دہک رہی ہوتی تھی اور جس بچے کو اس پر قربان کرنا ہوتا تھا اس کو بال دیوتا کے منہ کے پاس بٹھا دیتے تھے"

عنبر نے اس کی بات پوری کرتے ہوئے کہا۔

"اور پھر بچے کے آگے رکھا ہوا پتھر رسّی سے کھینچ کر ہٹا دیتے تھے اور بچہ بال دیوتا کے منہ سے پھسل کر نیچے اس کے پیٹ میں جلتی ہوئی آگ میں گر کر بھسم ہو جاتا تھا"

کیٹی نے کہا۔

"اُف کس قدر ظالم تھے یہ لوگ"

ناگ کہنے لگا۔

"یہ انسانی تہذیب کا ابتدائی زمانہ ہے کیٹی ابھی انسان کی عقل نے ترقی نہیں کی"

چلتے چلتے وہ ٹیلوں کی دیوار کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں ٹیلوں کے درمیان سے ایک تنگ سا راستہ دوسری طرف کھلے میدان میں نکل جاتا تھا۔ جب وہ اس میدان میں آئے تو سامنے بابل شہر کی دیوار نظر آ رہی تھی۔ شہر کی چار دیواری کے اندر بابل شہر

کے اُونچے اُونچے مکانوں کی چھتیں اور بال دیوتا کے مندر کا اونچا چمکتا ہوا سونے کا مینار بھی نظر آ رہا تھا۔

عنبر بولا۔

"میرا اندازہ درست نکلا۔ ابھی معلق باغات اور مینار بابل نہیں بنایا گیا۔ یہ سامنے بال دیوتا کے مندر کا مینار ہے"

بابل شہر ایک بار تباہ ہو کر دوبارہ آباد ہوا تھا۔ اس کی سڑکیں چوڑی چوڑی تھیں۔ کناروں پر درخت تھے۔ مکان چہار منزلہ بھی تھے۔ بازاروں میں خوب رونق تھی۔ دکانوں پر لوگ سودا وغیرہ خرید رہے تھے۔ موسم گرم تھا۔ پانی فروخت کرنے والے مشکیں کاندھوں پر ڈالے کٹورے کھنکھناتے پھر رہے تھے۔ ملک پر فونیقی بادشاہ کی حکمرانی تھی۔ شہر کی فصیل کافی کشادہ تھی اور اوپر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بُرج بنے تھے جہاں فونیقی سپاہی نیزے لیے پہرہ دے رہے تھے۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی شہر کی سڑکوں کی سیر کرتے پھر رہے تھے۔

ناگ کہنے لگا۔

"اس شہر کے لوگوں میں سے کسی کو معلوم نہیں ہے کہ اس شہر کو جینی بال حملہ کر کے تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"نہ صرف تباہ و برباد کر دے گا بلکہ اس کے مکانوں اور شاہی محلوں کو بنیادوں سے اکھیڑ کر سارے شہر میں ہل پھروا کر دریائے دجلہ کا پانی چھوڑ کر اس کا نام و نشان تک مٹا دے گا۔"

ماریا نے کہا۔

"اور اس مردہ بابل شہر کی مٹی میں سے ایک نیا بابل تعمیر کیا جائے گا۔ جو اس شہر سے زیادہ خوبصورت ہو گا۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"یہی تاریخ کا چکر ہے جس کو ہم اپنے سفر میں دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اب ہم کدھر جا رہے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"بس شہر کی سیر کر رہے ہیں۔ ایک بات بڑی تسلّی بخش ہے۔ کہ ہم فرعون مصر کے زمانے سے بہت قریب آگئے ہیں۔ یعنی اِس زمانے سے کوئی تین سو برس پیچھے فرعون مصر کا زمانہ شروع ہو جائے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"اور وہ ہمارے سفر کی آخری منزل ہو گی۔"

سفر کی آخری منزل کی بات سُن کر وہ سب اداس ہو گئے۔ کچھ دیر خاموشی سے چلتے رہے۔ ناگ نے کہا۔

"دوستو! اس طرح اداس اور غمگین ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ جب کوئی سفر شروع ہوتا ہے تو پھر ایک روز وہ ختم بھی ہو جاتا ہے۔ اور پھر ہمیں ابھی تک یہ یقین بھی نہیں دلایا گیا ہے کہ ہم اپنے سفر کی آخری منزل پر پہنچ کر ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ جائیں گے۔ کیا معلوم ہمارا ایک بار پھر کوئی سفر شروع ہو جائے؟"

ماریا کہنے لگی۔

"اب کہاں سفر کریں گے ہم؟ ساری دنیا، ساری تاریخ میں تو سفر کر چکے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"کاش میں آپ کو اپنے خلائی سیارے پر لے جا سکتی۔"

عنبر بولا۔

"کیا معلوم آگے ہمارا واقعی خلائی سفر شروع ہو جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کہنے لگا۔

"عنبر بھیّا! تم بھی کبھی کبھی بالکل بچوں کی طرح باتیں کرنے لگتے ہو۔ ہمارا خلاء سے کیا تعلق ہے؟ ہمارا خلائی سفر کیسے شروع ہو سکتا ہے؟"

کیٹی نے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے۔ خلائی مخلوق تو ہر زمانے میں تمہاری دنیا کے ساتھ رابطہ قائم کرتی رہی ہے۔ اور اپنے خلائی جہاز اس زمین پر بھیجتی رہی ہے!"

ماریا نے کہا۔

"اس لیے بھیجتی رہی ہے تاکہ ہماری زمین کے لوگوں کو ختم کر کے زمین پر قبضہ کر لیا جائے۔"

کیٹی بولی۔

"یہ الگ بات ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مخلوق کے ساتھ اس زمین کا رابطہ رہا ہے۔"

ناگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"دوستو! بھائیو اور بہنو! ہمیں جھگڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر خلاء میں بھی کبھی جانا پڑ گیا تو دیکھا جائے گا۔ ہم خلاء میں بھی سفر کرنے سے نہیں ڈریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت ہم شہر میں کس طرف

جا رہے ہیں؟"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"اس وقت تو ہم سیدھا بال دیوتا کے مندر کی طرف جا رہے ہیں۔"

کیٹی مسکرا کر بولی۔

"بھائیو اس طرف مت جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں پجاری پکڑ کر بال دیوتا کے پیٹ کی آگ میں ڈال دیں۔"

عنبر کہنے لگا۔

"آخر ہم تمہارے ساتھ کس لیے ہوں۔ وہ تم لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

ماریا بولی۔

"پھر بھی ہمیں خواہ مخواہ کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم شہر میں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں۔ جہاں ہم اس وقت تک قیام کر سکیں۔ جب تک کہ ہم پیچھے فرعون مصر کے زمانے میں نہیں جاتے۔"

"ابھی اپنی آخری منزل تک نہیں جاتے"، عنبر نے کہا۔

"ہاں! میرا مطلب یہی تھا"، ماریا کہنے لگی۔

ناگ بولا۔

"بھئی یہاں اس شہر میں ٹھہرنے کے لیے کوئی سرائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی ہو سکتی ہے"۔

کیٹی کہنے لگی۔

"ہماری قسمت میں بس سرائے ہی رہ گئی ہے۔ کوئی محل نہیں لکھا"۔

عنبر بولا۔

"بھئی ہم نے شاہی محل میں بھی دن گزارے ہیں لیکن جو مزا سرائے کی کوٹھڑی میں ملتا ہے وہ محل میں کہیں نظر نہیں آتا"۔

کیٹی بولی۔

"تو چلیے جناب پھر آپ ہی اپنی کوئی دل پسند سرائے تلاش کر لیں"۔

"سرائے شہر کے اندر ہو گی۔ چلو اس سڑک پر گھوم جاتے ہیں۔ یہ سڑک شہر کے اندرونی علاقے میں جا رہی ہے"۔

وہ چاروں دوست اس سڑک پر مڑ گئے۔

اِس سڑک پر گرم مصالحے اور ریشمی کپڑے اور زیتون کا تیل بیچنے والوں کی دکانیں تھیں۔

بازار کے کونے پر ایک کارواں سرائے تھی۔

یہاں دوسرے شہروں کے مسافر آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔

عنبر نے کہا۔

"سرائے میں جانے سے پہلے ہمیں سونے کے سکے فروخت کر کے یہاں کے سکے حاصل کر لینے چاہئیں"۔

ناگ بولا۔

"یہ کام میں کروں گا"۔

وہ اسی جگہ ٹھہر گئے۔ ناگ نے سونے کے اگلے زمانے کے سکے لیے اور بازار میں ایک سنار کی دکان پر جا کر اُسے سکے دکھائے اور کہا کہ میں اِسے فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ سنار نے سکوں کو غور سے دیکھا۔ اِسے کیا معلوم تھا کہ یہ سکے آنے والے زمانے کے ہیں۔ وہ یہی سمجھا اور ناگ نے بھی اسے یہی بتایا کہ یہ پرانے یعنی گزرے ہوئے زمانے کے سکے ہیں۔ دکاندار نے دیکھا کہ سونا خالص

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اس نے وہ سکے خرید کر اس کے عوض اس زمانے کے
کچھ سکے دے دیئے۔ ان سکوں کی مدد سے انہیں سرائے میں
ایک کوٹھڑی کرائے پر مل گئی۔ کوٹھڑی میں ڈیرا لگا کر وہ
اطمینان سے بیٹھ گئے۔ ویسے ہی شوق کی خاطر انہوں نے
وہاں بھُنا ہوا گوشت اور روٹی منگوا کر کھائی۔ پھر غسل
کر کے دوسرے کپڑے پہنے جو عنبر بازار سے خرید کر لے
آیا تھا۔ یہ کپڑے وہاں کے زمانے کے فیشن کے مطابق تھے۔
اس کے بعد وہ شہر میں گھومنے پھرنے نکل گئے۔ شام
کو واپس سرائے میں آ گئے۔ مگر عنبر ابھی تک واپس نہیں آیا
تھا۔ وہ شہر کے گلی کوچوں میں نکل گیا تھا۔ وہ ایک گلی میں
سے گزر رہا تھا کہ اُسے اندر سے عورتوں کے رونے کی آواز
سنائی دی۔ باہر بھی کچھ لوگ پریشان سے کھڑے تھے
عنبر رُک گیا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔
"کیوں بھائی کیا یہاں کسی کی موت ہو گئی ہے؟"
اس آدمی نے عنبر کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا۔
"موت ہوئی نہیں، موت ہونے والی ہے"
عنبر نے تعجب سے پوچھا۔
"میں کچھ سمجھا نہیں بھائی"
دوسرا آدمی عنبر کے سامنے آ گیا اور بولا۔

"کیا تم اس مکان کی دیوار پر بنا ہوا دیوتا بال کا
نشان نہیں دیکھ رہے ہو؟"
عنبر نے دیکھا کہ مکان کی دیوار پر بال دیوتا کا نوکیلا سینگ
کھریا مٹی سے بنا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا۔
"دیکھ رہا ہوں۔ مگر اس کا کیا مطلب ہے؟"
پہلے والا آدمی بولا۔
"تم مجھے اس شہر میں کوئی پردیسی معلوم ہوتے ہو
تم کہاں سے آئے ہو؟"
عنبر نے اسے بتایا کہ وہ ملک مصر سے آ رہا ہے اور
شہر میں پردیسی ہے۔ مکان سے عورتوں کے رونے
کی آواز سُن کر رُک گیا تھا۔
"اصل معاملہ کیا ہے بھائی؟" عنبر نے پوچھا۔
وہ آدمی آہ بھر کر بولا۔
"پردیسی نوجوان! یہ بڑی دردناک کہانی ہے۔
جس نشان کو تم دیکھ رہے ہو یہ بادشاہ کے
سپاہیوں نے بنایا ہے۔ جس گھر میں یہ نشان بنا دیا
جاتا ہے اس گھر میں سے ایک نوجوان کو دیوتا بال پر
قربان کرنے کے لیے چُن لیا جاتا ہے۔ اس مکان میں
ایک بیوہ عورت اپنے اکلوتے نوجوان بیٹے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ رہتی ہے۔ سپاہی اس کے مکان پر نشان لگا گئے ہیں۔ اب کل اسی وقت بادشاہ کے سپاہی آئیں گے اور اس کے اکلوتے نوجوان بیٹے کو دیوتا پر قربان کرنے کے لیے لے جائیں گے۔"

عنبر کا دل ہل گیا۔ اس نے کہا۔

"یہ عورت اپنے لڑکے کو لے کر یہاں سے بھاگ کیوں نہیں جاتی ہے؟"

اس آدمی نے گھور کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ اس گھر کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہے۔ اس گھر سے کوئی بھی نوجوان لڑکا باہر نہیں نکل سکتا۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا۔

"کیا بادشاہ کے سپاہیوں نے اس بیوہ عورت کے اکلوتے لڑکے کو دیکھا ہے؟"

وہ آدمی کہنے لگا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں جاسوسوں نے خبر دے دی ہے کہ اس مکان میں ایک نوجوان لڑکا اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ چونکہ اس مکان کی باری آگئی تھی اس لیے اب یہاں

ایک لڑکا نکال کر ضرور قربان کر دیا جائے گا۔ اس کو دیکھنے یا نہ دیکھنے کی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔"

عنبر نے آخری سوال کیا۔

"مگر بھائی! میں نے تو سنا تھا کہ بعل دیوتا پر بچوں کو قربان کیا جاتا ہے۔ پھر اس نوجوان کو کیوں قربان کیا جا رہا ہے؟"

دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"سال میں ایک بار بعل دیوتا پر ایک نوجوان کو قربان کیا جاتا ہے اور ایسے نوجوان کو حاصل کرنے کے لیے شہر کے شمال میں دس بازار چھوڑ کر پہلی گلی کے بارھویں مکان پر نشان بنا دیا گیا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس سال شہر کے کون سے علاقے کی دس سڑکیں چھوڑ کر پہلی گلی کے بارھویں مکان پر خونی نشان لگایا جائے گا۔ اس بار اس بیوہ بے چاری کے بیٹے کی باری آگئی ہے وہ اپنی رشتے دار عورتوں کے ساتھ اندر بیٹھی رو رہی ہے۔"

"اور اس کا بیٹا کہاں ہے؟"

"وہ بھی اندر ہی ہے۔ مگر باہر نہیں نکل سکتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس مکان سے جو نوجوان بھی نکلے گا اسے ایک
خفیہ تیر کسی بھی مکان کی چھت سے آئے گا
اور ہلاک کر ڈالے گا۔"

عنبر وہاں سے خاموشی سے نکل کر باہر سڑک پر آگیا۔
وہ سیدھا سرائے میں پہنچا اور ناگ ماریا اور کیٹی کو سارا
واقعہ سنایا۔ ماریا نے پوچھا۔

"یہ تو یہاں ہوتا ہی رہتا ہے۔ تم خاص طور پر یہ
بات ہمیں کیوں سنا رہے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"اس لیے کہ میں بیوہ عورت کے اکلوتے بیٹے کی
جان بچانا چاہتا ہوں۔"

ناگ، کیٹی اور ماریا عنبر کے چہرے کو تکنے لگے۔ کیونکہ
ملک کے سب سے بڑے دیوتا کے شکار کو اس سے چھین لینا
ایک ایسا جرم تھا جس کو ہرگز معاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔
ناگ نے پوچھا۔

"تم اس نوجوان کو کیسے وہاں سے نکال کر لاؤ
گے؟ جبکہ اس کے مکان کے ارد گرد کڑا خفیہ پہرہ
لگا ہو گا۔"

عنبر نے کہا۔

"میں اسے لاؤں گا نہیں بلکہ خود اس کی جگہ قربان
ہونے جاؤں گا۔"

ماریا کیٹی اور ناگ ہکا بکا ہو گئے۔ اگرچہ انہیں معلوم تھا
کہ عنبر مر نہیں سکتا لیکن اتنے بڑے دیوتا بال کے پیٹ میں دہکتی
آگ کے کنوئیں میں ڈالنا بڑی خطرناک بات بھی تھی۔ کیونکہ
آگ کا کنواں اتنا گہرا تھا کہ وہاں سے کوئی زندہ بچ کر
باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ پھر اس کے اندر سینکڑوں سالوں
سے آگ جل رہی تھی اور اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ ہو
سکتا ہے یہ زبردست آگ عنبر کو کوئی نقصان پہنچا دے۔
ان سارے اندیشوں اور خطروں کا ذکر عنبر سے کیا گیا تو
وہ بولا۔

"میں ایک بیوہ عورت کو اس کے اکلوتے بیٹے سے
زندگی بھر کے لیے محروم ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"لیکن ہم بھی تم سے محروم نہیں ہونا چاہتے۔"

ناگ بولا۔

"دیوتا بال کے کنوئیں کی آگ اتنی بھیانک ہے اور
اس میں اتنی خوفناک تپش ہے کہ اس میں ڈالے
ہوئے پتھر بھی پگھل کر لاوا بن جاتے ہیں۔ اگر نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ ہو گیا تو پھر؟"

عنبر بڑے اعتماد کے ساتھ بولا۔

"میں نے جو فیصلہ کر لیا ہے اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ ہاں آگ کے کنوئیں سے نکلنا ایک مشکل مسئلہ ہو گا۔ لیکن اس کے لیے بھی میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے"

"وہ منصوبہ کیا ہے ذرا ہمیں بھی بتاؤ"، کیٹی نے کہا۔

عنبر نے اپنے تینوں دوستوں کو اپنا منصوبہ بتایا تو وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

مانیا کہنے لگی۔

"عنبر بھیا! اس میں پھر بھی بہت خطرہ ہے میرا مطلب ہے تمہاری جان کا خطرہ ہے"

عنبر نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"تم میری جان کی فکر نہ کرو۔ میری جان کو کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے تم لوگوں کو جیسا کہا ہے تم ویسے ہی کرنا۔ ٹھیک ہے؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"اگر تم نے فیصلہ ہی کر لیا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

ہم تمہیں روک نہیں سکتے"

عنبر خوش ہو کر بولا۔

"شاباش! مجھے تم لوگوں سے یہی توقع تھی۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔ کل رات کے پچھلے پہر تم مندر میں پہنچ جانا"

یہ کہہ کر عنبر تیزی سے کوٹھڑی سے نکل گیا۔

رات کا اندھیرا شہر بابل کے گلی کوچوں میں پھیل چکا تھا۔ کہیں کہیں مکانوں اور کھلی دکانوں میں تیل کے دیئے جل رہے تھے مگر ان کی روشنی رات کی گہری تاریکی کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ عنبر اپنے آپ کو چھپاتا ہوا اس عورت کے مکان پر پہنچ گیا جس کے باہر دیوتا بال کا خونی نشان بنا ہوا تھا۔ اس وقت دروازے پر بادشاہ کے سپاہی ایک خاص قسم کی مہر والا شاہی تالا لگا چکے تھے تاکہ نہ کوئی مکان کے اندر جا سکے اور نہ باہر نکل سکے۔ اندر سے ایک عورت کے آہستہ آہستہ رونے اور بین کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ظاہر ہے یہ آواز بدقسمت بیوہ ماں کے اور کس کی ہو سکتی تھی۔

عنبر نے ایک طرف اندھیرے میں کھڑے ہو کر مکان کا جائزہ لیا۔ مکان کی دیوار کے ساتھ دوسرے مکان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھت لگی ہوئی تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ دوسرے مکان کا چھج زمین سے زیادہ اونچا نہیں تھا۔ وہ اندھیرے میں چھپ کر اس چھجے پر چڑھ گیا۔ پھر ساتھ والے مکان کی چھت پر آگیا۔ یہ مکان اسی بیوہ عورت کا تھا۔ اس نے اُوپر والے دروازے کو دیکھا تو وہاں بھی شاہی مُہر والا تالا لگا ہوا تھا

عنبر شاہی تالے کو توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے درواز کے ایک پٹ کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اپنی پو طاقت کے ساتھ اسے ایک ہلکا سا جھٹکا دیا تو دروازے کی چوکھٹ کو تھوڑا سا اندر کو دھکیلا اور دوسری طرف زی میں آگیا۔ یہاں آتے ہی اس نے دروازے کی چوکھٹ کو پھر اپنی جگہ پر گاڑ دیا۔

وہ زینے سے اُترنے لگا۔ زینے میں اندھیرا تھا۔ لیکن اندھیرے میں عنبر کو راستہ دکھائی دے رہا تھا۔ نیچے والی منزل کا کمرہ خالی تھا۔ اسے اس سے نیچے والے کمرے سے عورت، کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ کوئی مرد اسے چُپ کرانے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔ یہ کسی نوجوان مرد کی آواز تھی۔ جو کہہ رہا تھا۔

"ماں! میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ مجھے دیوتا بال پر قربان کر دیا جائے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔

تم حوصلہ کرو"

ماں سسکیاں بھرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"بیٹا! جس ماں کا جوان بیٹا قتل کیا جا رہا ہو وہ کیسے صبر کرے؟"

عنبر سیڑھیاں اُتر کر نچلی منزل والے کمرے میں آگیا۔ وہاں ایک بوڑھی عورت اپنے نوجوان بیٹے کو سینے سے لگائے زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔ انہوں نے ایک اجنبی کو اپنے سامنے دیکھا تو سکتے میں آگئے۔ ماں نے کہا۔

"کیا میرے بیٹے کو لینے آئے ہو؟ نہیں نہیں میرے بچے کو نہ مارو۔ وہ میری زندگی کا ایک ہی سہارا ہے۔ اسے بخش دو۔ اس کی جگہ مجھے دیوتا پر قربان کر دو........"

عنبر نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔

"خاموش رہو ماں"

نوجوان لڑکا سانولے رنگ کا تھا۔ اس کے بال عنبر کی طرح گھنگھریالے تھے۔ موت کے خوف نے اس کے چہرے کو ویران ویران کر دیا ہوا تھا۔

"تم — تم کون ہو؟ کیا مجھے لینے آئے ہو؟ مگر — مگر مجھے تو کل رات قربان کیا جائے گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نوجوان رُک رُک کر بول رہا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"میں تمہیں لینے نہیں آیا بلکہ تمہیں آگ کی دردناک موت سے بچانے آیا ہوں۔"

بیوہ ماں اور اس کا نوجوان بیٹا بُت سا بن کر عنبر کا منہ تکنے لگے۔ ایک میز پر تیل کا دیا جل رہا تھا۔ ماں نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو بیٹا؟ تم کون؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیا تم ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"نہیں ماں ——— میں مذاق نہیں کہہ رہا۔ میں جو کوئی بھی ہوں یہ بات چھوڑ دو اس وقت ——— اصل بات یہ ہے کہ میں تمہارے بیٹے کو موت سے بچانے آیا ہوں۔"

بوڑھی عورت نے کہا۔

"بیٹا تم ——— تم میرے بچے کو کیسے بچا سکو گے۔ باہر بادشاہ کے سپاہیوں کا خفیہ پہرہ لگا ہے۔ مکان پر شاہی تالے لگ چکے ہیں۔ تم اندر کیسے آ گئے؟"

عنبر بولا۔

"بس میں سب کی نظریں بچا کر کسی طرح سے اندر آ گیا ہوں۔ میں تمہارے بیٹے کو اس طرح بچاؤں گا کہ اس کی جگہ میں قربان ہونے جاؤں گا۔"

ماں بیٹا اور زیادہ حیران ہو گئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بیٹا؟ ماں نے تعجب سے کہا۔

عنبر نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ماں۔ تم خاموش رہنا۔ جب شاہی سپاہی کل تمہارے بیٹے کو لینے آئیں گے تو اسے کوٹھڑی میں چھپا دیا جائے گا اور اس کی جگہ میں ان کے ساتھ جاؤں گا۔"

نوجوان خشک ہونٹوں پہ زبان پھیر کر بولا۔

"مگر بھائی ——— تم میری خاطر اپنی جان کیوں دے رہے ہو؟"

عنبر بولا۔

"اس لیے کہ میرے جسم پر ایک ایسا جادو کر دیا گیا ہے کہ آگ مجھ پر اثر نہیں کرے گی۔ میں آگ میں گر کر بھی زندہ رہوں گا۔"

بوڑھی ماں اور اس کا بیٹا ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ ان کو ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی خواب میں ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے آکر باتیں کر رہا ہے۔ عنبر کہنے لگا۔

"آپ کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔ بس تم لوگ خاموش رہنا۔ مجھے اتنی اجازت دو کہ میں کل تک اس مکان کی کسی کوٹھڑی میں چھپا رہوں۔ تاکہ اگر کوئی تمہارا رشتے دار آئے تو وہ یہ نہ دیکھ سکے کہ تمہارے بیٹے کی جگہ ایک دوسرا نوجوان قربان ہونے جا رہا ہے۔ میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ شاہی سپاہیوں نے تمہارے بچے کی شکل نہیں دیکھی"۔

بوڑھی ماں اور اس کے نوجوان بیٹے کو ابھی تک عنبر کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ عنبر کی طرف پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ خوشی اور حیرت سے دونوں ماں بیٹے کی زبانیں جیسے گنگ ہو گئی تھیں۔

دوسرا دن سارے کا سارا عنبر نے اسی گھر میں گزارا۔ ماں بیٹا اسی کمرے میں بیٹھے رہے۔ وہ اداس بھی تھے اور خاموش بھی۔ ماں کبھی کبھی سسکیاں بھرنے لگتی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہونے لگتا تھا کہ اجنبی نوجوان ان کے دل کو خوش کر رہا ہے۔ اصل میں ہو گا یہی کہ جب بادشاہ کے سپاہی اس کے بیٹے کو قربانی کرنے کے لیے لینے آئیں گے تو یہ اجنبی نوجوان بھاگ جائے گا۔

جب کوئی رشتے دار عورت وہاں آتی تو عنبر دوسرے کمرے میں چھپ جاتا۔ اب شاہی سپاہی اور جلادوں نے مکان کے باہر آکر پہرہ دینا شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ اِس بدقسمت نوجوان کا یہ آخری دن تھا۔

دیکھتے دیکھتے شام پڑ گئی۔ گھروں میں چراغ روشن ہو گئے۔ گلی میں اندھیرا ہو گیا۔ مگر مکان کے باہر بادشاہی سپاہیوں اور جلادوں نے دو مشعلیں روشن کر لیں جن سے وہاں روشنی ہو گئی۔ اب مکان میں ماں بیٹا مایوسی اور امید کے درمیان گھبرائے ہوئے بیٹھے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے کو تم اوپر والے کمرے میں چھپا دو۔ اس کے کپڑے میں پہن لوں اور یہ میرے کپڑے پہن لے"۔

بیوہ عورت کو کچھ کچھ یقین ہونے لگا کہ اجنبی نوجوان واقعی اس کے بیٹے کی جگہ اپنے آپ کو قربانی کے لیے پیش کرنے والا ہے۔ اس نے عنبر سے کہا۔

"بیٹا! میں اپنے بچے کو مرتا نہیں دیکھ سکتی مگر میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ تم بھی اپنی جان کھو دو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم پر جو جادو کیا گیا ہے اسی کی وجہ سے آگ تم پر اثر نہیں کرے گی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں ماں ۔۔۔ مجھے یقین ہے تم فکر نہ کرو۔ خدا نے چاہا تو میں قربانی کے بعد کسی روز تمہیں ملنے ضرور آؤں گا۔ مگر تم ایک کام کرنا کہ جب بادشاہ کے سپاہی مجھے لے کر چلے جائیں تو اپنے بیٹے کو یا تو کسی دوسرے ملک میں بھجوا دینا یا خود بھی اس کے ساتھ یہ شہر چھوڑ کر چلی جانا۔ اگر زندگی رہی تو کبھی پھر بھی ملاقات ہو جائے گی۔"

اتنے میں باہر گلی میں فوجی سپاہیوں کے بھاری قدموں اور ان کے زرہ بکتر کی جھنجھناہٹ کی آوازیں آئیں۔

"وہ لوگ آگئے ہیں۔ جلدی کرو۔"

بیوہ ماں کے بیٹے نے اپنے کپڑے اتار کر عنبر کو دے دیئے۔ عنبر نے اس کے کپڑے پہن کر سر پر رومال لپیٹ لیا اور نوجوان نے عنبر کے کپڑے پہنے اور اوپر والے کمرے میں جا کر چھپ گیا۔ ایک دم سے دروازہ دھڑاک سے کھل گیا اور چار شاہی سپاہی تلواریں لیے اندر آگئے۔ ان کے آگے آگے ایک افسر سپاہی تھا۔ اس نے تلوار کی نوک عنبر کی گردن پر رکھ کر کہا۔

"چلو ۔۔۔ تمہاری قربانی کا وقت آگیا ہے۔"

بیوہ ماں کا چہرہ زرد تھا۔ عنبر نے کہا۔

"مجھے معاف کر دو۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔"

افسر سپاہی نے کڑک کر کہا۔

"بکواس بند کرو۔ تمہیں اب موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔"

پھر اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ نوجوان کو اٹھا کر لے چلو۔ چار سپاہی آگے بڑھے۔ انہوں نے عنبر کی مشکیں کسیں اور ڈولی ڈنڈا کر کے اسے مکان سے لے کر باہر آگئے۔ گلی کے موڑ پر گھوڑے کھڑے تھے۔ عنبر کو ایک گھوڑے پر ڈال دیا گیا اور سپاہی اسے لے کر بال دیوتا کے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔

سپاہیوں کے جانے کے آدھے گھنٹے بعد بیوہ ماں کے گھر کا دروازہ اندھیری رات میں آہستہ سے کھلا۔ بوڑھی عورت نے گلی میں دیکھا۔ گلی سنسان تھی۔ سب لوگ گھروں میں سو رہے تھے۔ بوڑھی عورت نے بغل میں ایک گٹھڑی دبا رکھی تھی۔ وہ گلی میں نکل آئی۔ اس نے پیچھے اشارہ کیا۔ مکان میں سے وہی نوجوان عنبر کے کپڑوں میں نکل آیا جس کی جگہ قربان ہونے عنبر کو سپاہی لے گئے تھے۔ اس نوجوان نے مکان پر تالا ڈالا اور پھر دونوں ماں بیٹا اندھیری گلی میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گزر کر دوسری گلی کی تاریکی میں گم ہو گئے۔

بال دیوتا کے مندر میں آج سال کی بڑی قربانی تھی۔ پجاری اور منتری زرد لمبے لمبے کرتے پہنے، ماتھوں پر زعفران کے تلک لگائے دیوتا کے بہت بڑے سات منزلہ بُت کے آگے جلتی ہوئی آگ کے کنوئیں سے دور بیٹھے منتر پڑھ رہے تھے سنکھ بج رہے تھے۔ بادشاہ کی سواری بھی آگئی۔ بادشاہ اپنے درباریوں کے ساتھ پوری شان اور شاہی آن بان کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا۔ دیوتا بال کے آگے کنوئیں میں زبردست آگ جل رہی تھی۔ آگ کے اس کنوئیں کے اوپر پتھر کی ایک پھسلنی لگی تھی جو سیدھی اوپر دیوتا بال کے منہ تک چلی گئی تھی اور اس کی زبان لگتی تھی۔ اس زبان پر قربان کرنے والے کو پتھر کی رکاوٹ آگے رکھ کر بٹھا دیا جاتا تھا۔ اس پتھر کے ساتھ رسّی بندھی ہوئی تھی۔ بڑے منتری کے اشارے پر رسّی کھینچ دی جاتی۔ پتھر کی رکاوٹ آگے سے ہٹ جاتی اور قربانی کا شکار اپنے آپ پھسلنی پر سے پھسل کر نیچے آگ کے جہنم میں گر کر بھسم ہو جاتا۔

بادشاہ کے آنے پر سنکھ ڈمرو اور ڈھول زیادہ زور سے پیٹے جانے لگے۔ دیو داسیوں اور پجاریوں نے تیز تیز بھجن گانے شروع کر دیئے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو بادشاہ

نے بڑے پجاری کی طرف دیکھا۔ پجاری نے آگے بڑھ کر جھک کر سلام پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا۔

"وقت ہو گیا ہے۔ قربانی دی جائے۔"

پجاری سر جھکائے ایک طرف ہٹ گیا۔ پھر اس نے ہاتھ اوپر اٹھا کر ہلایا۔ یہ اشارہ تھا کہ دیوتا پر قربان کیے جانے والے نوجوان کو لایا جائے۔ ایک طرف سے پردہ ہٹا اور دس سپاہی رسیوں میں جکڑے ہوئے عنبر کو لے کر بادشاہ کے سامنے لے آئے۔ بادشاہ نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم خوش قسمت ہو کہ دیوتا بال نے تمہاری قربانی قبول کی ہے اور تمہیں اپنے اوپر قربان ہونے کے لیے چُنا ہے۔ کیا تمہاری کوئی آخری خواہش ہے؟ اگر ہے تو بتاؤ تاکہ وہ پوری کی جائے۔"

عنبر نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بادشاہ سلامت! میری ایک ہی آخری خواہش ہے کہ مجھے رہا کر دیا جائے۔"

بادشاہ نے کڑک کر کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔ لے جاؤ اس گستاخ کو اور قربان کر دو۔ دیوتا بال پر۔"

سپاہی گھسیٹتے ہوئے عنبر کو بال دیوتا کے بت کے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگی اونچی سیڑھی کی طرف لے گئے۔ عنبر نے اِس قسم کی خواہش اِس لیے کی تھی کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ وہ کوئی غیر معمولی نوجوان نہیں ہے بلکہ وہی ایک عام نوجوان ہے جو موت سے خوف کھاتا ہے اور مرنا نہیں چاہتا۔

عنبر کو سیڑھی پر سے چڑھا کر دیوتابال کے منہ کے آگے لگی ہوئی پتھر کی پھسلنی پر پہنچا دیا گیا۔ عنبر کو پھسلنی پر بٹھا کر اس کے آگے سے پتھر کی رکاوٹ رکھ دی گئی۔ عنبر نے نیچے دیکھا تو نیچے آگ کا جہنم اِس کی طرف منہ پھاڑے دیکھ رہا تھا۔

ایک بار تو عنبر کا دل بھی دہل گیا۔ اتنی خوفناک آگ عنبر نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسے خوف ہونے لگا کہ کہیں یہ آگ سچ مچ ہی اسے بھسم کر کے نہ رکھ دے۔ مگر اب وہ اپنا فیصلہ واپس نہیں لے سکتا تھا۔ اب وہ آگ میں گرایا جا رہا تھا۔ جو ہو سو ہو۔ اب وہ واپس نہیں مڑ سکتا تھا۔

مندر میں پجاریوں کے علاوہ کچھ دوسرے لوگ بھی ایک طرف کھڑے تھے۔ اِن میں عنبر نے ناگ کی شکل کو دیکھ لیا تھا۔ ناگ لوگوں کے درمیان ایک طرف ہو کر کھڑا تھا اور عنبر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ایک دم سے سنکھ اور ڈھول خاموش ہو گئے۔ اب

صرف ایک پجاری اونچی آواز میں اشلوک پڑھ رہا تھا جب اس نے اشلوک ختم کیے تو بادشاہ کی طرف گردن پھیر کر دیکھا۔ بادشاہ نے سرخ رومال ہلا دیا۔ یہ اشارہ تھا کہ قربانی کے شکار کو آگ میں گرا دیا جائے۔

پجاری نے جلاد کی طرف اشارہ کر دیا۔ جلاد کے ہاتھ میں وہ رسّی تھی جس کا دوسرا سرا پھسلن کے اوپر رکھے اور عنبر کے آگے پڑے ہوئے بڑے پتھر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اسی پتھر کی وجہ سے عنبر پھسلن پر نیچے گرنے سے رکا ہوا تھا۔ اشارہ پاتے ہی جلاد نے ایک نعرہ بلند کیا اور رسّی زور سے پیچھے کو کھینچی۔ پتھر ایک دم سے ایک طرف گر پڑا۔ پتھر کے ہٹتے ہی عنبر پھسلنی پر سے پھسلتا چلا گیا۔ اس کو پھسلتا دیکھ کر منتریوں اور پجاریوں نے زور زور سے سنکھ اور ڈھول تاشے بجانے شروع کر دیے۔

وہاں اتنا شور پڑ گیا کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ لوگوں نے نعرے لگائے۔ عنبر دو سیکنڈ میں پھسلنی پر سے پھسل کر آگ کے کنوئیں میں گرتا ہی گم ہو گیا۔ اتنی بڑی آگ میں وہ یوں لگا جیسے اس میں کوئی چھوٹا سا گیند گرا دیا گیا ہو۔ عنبر آگ کے شعلوں کے سمندر میں اترتا چلا گیا۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اسے اپنے جسم پر کچھ تھوڑی تھوڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرمی محسوس ہو رہی تھی۔ آخر پانچ سو برس سے اس کنوئیں میں آگ جل رہی تھی۔ کنواں چار پانچ منزلہ گہرا تھا۔ عنبر آگ کے الاؤ میں گرتے گرتے نیچے آگ کے انگاروں پر جا کر زور سے گرا۔ اس کا جسم آدھے سے زیادہ انگاروں میں دھنس گیا۔ سب سے پہلے عنبر نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔ اس کے کپڑوں کو اتنی ہولناک آگ میں بھی آگ نہیں لگی تھی۔ پھر وہ سُرخ انگاروں میں سے باہر نکل آیا۔ اس کے جسم کے بال تک آگ سے محفوظ تھے۔ صرف اسے ہلکا ہلکا سینک محسوس ہو رہا تھا جو پہلے آگ میں گرنے سے کبھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

عنبر کے چاروں طرف آگ کے شعلے کنوئیں کی دیواروں کو چاٹ رہے تھے۔ اور ایک بھنور کی طرح چکر لگا رہے تھے۔ شعلوں کی زبانیں اس کے جسم کو چاٹتی ہوئی گزر رہی تھی۔ چاروں طرف اتنی شدید اور سُرخ روشنی تھی کہ عنبر کا سارا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔

وہ آگ کے انگاروں پر چلتا کنوئیں کی دیوار کے ساتھ شعلوں میں گم سم ہو کر بیٹھ گیا۔ انگاروں میں اس کی پنڈلیاں گھسی ہوئی تھی۔ اس حالت میں عنبر نے اپنے آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آگ کے کڑکنے اور گرجنے کی آوازیں

اس کے کانوں کو شل کر رہی تھیں۔ آگ کی آواز کے سوا وہاں کوئی آواز نہیں تھی۔ اور مندر میں اس کی قربانی کے بعد جو کچھ ہو رہا تھا اور جس طرح زور زور سے ڈھول تاشے پیٹے جا رہے تھے اس کے بارے میں عنبر کو کچھ خبر نہ تھی۔

عنبر کو ابھی وہاں تین گھنٹے آگ ہی میں بیٹھنا تھا تاکہ جب پو پھٹے تو ناگ اس کی مدد کو وہاں آئے۔ اس دوران میں عنبر نے ایک بار اٹھ کر آگ کے کنوئیں کی دیوار کا جائزہ لیا۔ اس کا جو اندازہ تھا وہ درست نکلا۔ صدیوں سے جلتی رہنے والی آگ کی وجہ سے کنوئیں کی دیوار میں جگہ جگہ اینٹیں پختہ ہو کر ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں اور کئی جگہوں پر ایسے سوراخ بن گئے تھے کہ عنبر بڑی آسانی کے ساتھ ان میں پاؤں پھنسا کر اوپر چڑھ سکتا تھا۔

کوئی دو گھنٹے آگ کے کنوئیں میں رہنے کے بعد عنبر نے دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ اور کنوئیں کی سطح پر پہنچ کر لہراتے شعلوں میں سے جھانک کر باہر دیکھا۔ بادشاہ جا چکا تھا مگر کنوئیں کے سامنے آگ سے کچھ فاصلے پر بڑا پجاری اور دوسرے مندر کے پجاری چوکڑیاں مار کر بیٹھے اشلوک گا رہے تھے اور ڈھول تاشے بج رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نیچے ہو گیا۔ ابھی ناگ نے اپنا کام شروع نہیں کیا تھا۔

جب پو پھٹنے لگی۔ رات ڈھلنے لگی اور مندر کے باہر جو شاہی فوج کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے وہ چلے گئے تو ناگ جو مندر کے باہر جا کر ایک طرف چھپ گیا تھا کالے سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا مندر کی دیوار پر سے ہو کر دوسری طرف دالان میں آگیا۔

بعل دیوتا کے سامنے بھڑکتے ہوئے آگ کے کنوئیں سے کچھ فاصلے پر ہٹ کر قربانی کے بعد پجاری اسی طرح بیٹھے بھجن گاتے ہوئے ڈھول نفیریاں بجا رہے تھے۔ بڑا پجاری، جو اس وقت نہ جانے کتنے نوجوانوں اور معصوم بچوں کو آگ میں پھینکوا کر ہلاک کروا چکا تھا وہ بیچ میں آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ اس کا پھولا ہوا پیٹ اس کی ٹانگوں پر آرام کر رہا تھا۔ یہی ظالم پجاری منصوبے کے مطابق ناگ کا نشانہ تھا۔

ناگ مندر کے دالان میں دیوار کے ساتھ لگ کر آگے کھسکنے لگا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ ناگ کو اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی کہ ابھی تک اسے یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ شیش ناگ کو ہلاک کرنے کے بعد اس میں اتنی طاقت

بھی آگئی ہے کہ وہ غیبی سانپ بھی بن سکتا تھا۔

ناگ نے اسی وقت ایک غیبی سانپ کا روپ بدلا اور غائب ہو کر ہوا میں بلند ہو کر اس جگہ آگیا جہاں اس کے عین نیچے ظالم پجاری بیٹھا اشلوک پڑھ رہا تھا۔ یہی ناگ کا نشانہ تھا۔ وہ ہوا میں لہراتا ہوا۔ نیچے آگیا۔ ناگ پھولی ہوئی توند والے پجاری کے موٹے پیٹ کے بالکل سامنے آکر ہوا میں ہی رک گیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے پجاری کے پھولے ہوئے پیٹ پر اتنی زور سے ڈسا کہ پجاری اچھل پڑا اور زور زور سے اپنے پیٹ پر ہاتھ مارنے لگا۔

پجاری کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کے پیٹ پر کس نے کاٹا ہے۔ ناگ نے اتنے زور سے کاٹا تھا کہ پیٹ کی ایک بوٹی الگ ہو گئی تھی اور خون بہنے لگا تھا۔ مگر سانپ کا زہر پجاری کے بدن میں داخل ہو چکا تھا۔ وہاں شور مچ گیا۔ پجاری کے جسم کی طاقت ختم ہو گئی۔ وہ فرش پر گر پڑا۔ دوسرے پجاری اس کے ارد گرد اکٹھے ہو کر اس کا علاج کرنے لگے۔

ناگ اس موقع کی تلاش میں تھا۔

ٹھیک اس وقت عنبر نے کنوئیں کے شعلوں کی دیوار سے باہر دیکھا۔ میدان صاف تھا۔ سب لوگ پجاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی مصیبت میں پھنسنے اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔ عنبر آگ کے کنوئیں میں سے باہر نکل آیا۔ وہ جلدی سے دوسری طرف سے ہو کر کنوئیں کے پیچھے آیا اور مندر کی پچھلی دیوار کے ساتھ کھسکتا ہوا مندر کے دروازے سے باہر بھاگ گیا۔

مندر کے باہر ابھی رات کا تھوڑا تھوڑا اندھیرا باقی تھا صبح ہونے ہی والی تھی۔ اس نے درخت کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو غور سے دیکھا۔ آگ نے اس کے کپڑوں تک پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ صرف اس کی آنکھیں اتنی زبردست آگ کی بھیانک تپش کی وجہ سے تھوڑی گرم ہو رہی تھیں۔

اتنے میں کوئی شے تیزی سے ہوا میں اس کے قریب آ گئی۔ پھر ناگ انسانی شکل میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم ٹھیک ہو ناں عنبر بھیا!"

"ہاں ـــ بالکل ٹھیک ہوں۔ ویسے آگ اتنی شدید تھی۔ اتنی بھیانک تھی ناگ کہ میں بتا نہیں سکتا۔ مجھے تو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اس دفعہ میں زندہ نہ بچوں گا۔"

"خدا کا شکر ہے۔ آؤ اب واپس چلتے ہیں۔ ماریا اور کیٹی بھی تمہارے بارے میں بڑی پریشان تھیں۔"

دونوں سرائے میں آ گئے۔

عنبر کو ٹھیک ٹھاک حالت میں دیکھ کر ماریا اور کیٹی بھی بہت خوش ہوئیں۔

عنبر نے کہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنا انسانی فرض پورا کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بیوہ عورت اپنے بیٹے کو لے کر اس شہر سے چلی گئی ہو گی۔"

ماریا کہنے لگی۔

"سوال یہ ہے کہ اب ہم لوگ کہاں جائیں گے؟ میرا مطلب ہے کہ ہمارا پروگرام کیا ہے؟"

کیٹی بولی۔

"پروگرام ہم نے خود کبھی نہیں بنایا۔ ہمارا تو پروگرام اپنے آپ بنتا چلا جاتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ایک ایک قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ ہمارا سفر ختم ہونے والا ہے اور ہم اپنی منزل کے بالکل قریب پہنچ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکے ہیں"۔

عنبر کہنے لگا۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم تو مجبور ہیں۔ سفر کر رہے ہیں۔ حالات اور واقعات ہمیں آگے لیے چلے جاتے ہیں"۔

ناگ نے کہا۔

"لیکن عنبر بھیا۔ ہماری اگلی منزل فرعون مصر کا زمانہ ہے جو ہمارا اپنا زمانہ تھا۔ یعنی جب ہم نے اپنا ہزاروں برس کا سفر شروع کیا تھا۔ اس جگہ ہمارے سفر کو ختم ہونا ہے۔ اس لیے ہمیں ہر پہلو پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیے کہ اگر ہم کسی وجہ سے اچانک جدا ہو گئے۔ تو پھر کہاں ملیں گے؟"

عنبر بولا۔

"اب اگر ہم جدا ہوئے تو ظاہر ہے کہ فرعون مصر کے زمانے میں ہی ملیں گے"۔

ماریا نے سوال کیا۔

"اور اگر فرعون مصر کے زمانے میں جدا ہو گئے تو پھر کہاں ملیں گے؟"

عنبر خاموش ہو گیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تم لوگ اپنا سفر ختم کرنے کے بعد ہوا میں غائب ہو جاؤ گے۔ صرف میں اکیلی رہ جاؤں گی کیونکہ میں تمہاری زمین کی مخلوق نہیں ہوں"۔

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا۔ ماریا نے ایک گہرا سانس لیا۔

وہ تینوں اپنے سفر کے انجام کے بارے میں پریشان بھی تھے اور اداس بھی ہو گئے تھے۔ اپنے انجام کے بارے میں انہیں کچھ علم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ سفر کے انجام پر کیا گزرنے والی ہے۔

اور ان کا انجام قریب — بہت قریب آ گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بابل میں انہیں ایک ہفتہ گزر گیا۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی —— چاروں اکٹھے تھے اور وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے تھے کہ انہیں وہاں سے کس ملک کی طرف سفر شروع کرنا چاہیے۔ عنبر کا خیال تھا کہ انہیں مصر کے اہراموں کی طرف جانا چاہیئے کیونکہ وہیں سے انہوں نے اپنا سفر شروع کیا تھا اور ان کا سفر ختم بھی اسی جگہ پہ ہو گا۔ ناگ بولا۔

"لیکن عنبر بھیا! ایک بات ہے۔ اہرام مصر سے تو تم نے سفر شروع کیا تھا۔ میں اور ماریا اور کیٹی تو تمہیں بعد میں ملے تھے۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ مگر ہمیں اہرام مصر کو ہی جانا چاہیئے مجھے یقین ہے کہ وہیں سے ہمیں اپنے انجام کے بارے میں کوئی اشارہ ملے گا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ابھی ہماری منزل کے درمیان کم از کم تین سو سال کا عرصہ باقی ہے۔ پہلے ہم وہاں جا کر کیا کریں گے؟"

کیٹی نے کہا۔

"تو یہاں بیٹھ کر ہم کیا کر رہے ہیں۔ بہتر ہے ہم اہرام مصر میں ہی چلے جائیں۔"

"یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں"، عنبر بولا۔ "وہاں سے ہمیں کوئی نہ کوئی اشارہ ضرور مل جائے گا۔"

ناگ کہنے لگا۔

"کیوں نہ ہم یروشلم کی طرف کوچ کر جائیں۔ میں نے سنا ہے کہ وہاں ایک خدا کا پیغمبر ان دنوں نیکی اور بھلائی کی تبلیغ کرتا ہے۔ خدا کے پیغمبروں کو بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ان سے جا کر اپنے انجام کے بارے میں پوچھتے ہیں۔"

عنبر نے کہا۔

"خدا کے برگزیدہ پیغمبر خدا کے رازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ کبھی کوئی راز کسی انسان کو نہیں بتاتے۔ اس لیے میری بات مانیں اور یہاں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصر کی طرف ہی چلیں۔"

کافی دیر سوچنے کے بعد آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ انہیں مصر کی طرف ہی جانا چاہیئے۔ چنانچہ ایک روز شام کے وقت وہ مصر جانے والے قافلے میں شامل ہوگئے۔

ایک ہفتے کے سفر کے بعد چاروں دوست اور صدیوں کے مسافر مصر پہنچ گئے۔ مصر پر اس زمانے میں بابل کے بادشاہ کی ہی حکومت تھی۔ کارواں سرائے سے نکل کر عنبر ناگ ماریا اور کیٹی سیدھے اہراموں کی طرف ہو گئے۔ ان دونوں اہراموں کو بنے دو سو سال ہی ہوئے تھے اور فرعونوں کے خاندان زندہ تھے۔ اگرچہ مصر پر بابل والوں کی حکومت تھی مگر فرعونوں کے شاہی خاندان اپنے آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے اہراموں کی سخت حفاظت کرتے تھے کیونکہ اہراموں کے اندر بادشاہوں اور ملکاؤں کے تابوت تھے جن میں قیمتی جواہرات زیور اور شاہی خزانے بھی ساتھ ہی دفن تھے۔

اس زمانے میں آج کی طرح سیاح دوسرے ملکوں سے اہراموں کو دیکھنے کے لیے نہیں آیا کرتے تھے۔ ان اہراموں کو سوائے ڈاکو لیٹروں کے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ڈاکو اہراموں میں گھس کر فرعونوں اور شہزادیوں کے

تابوت اور اہرام میں سے سونے کے برتن زیور اور جواہرات چرانے کے بڑے جتن کرتے مگر اہراموں کے باہر پہرہ دینے والے سپاہیوں کی وجہ سے وہ اہرام میں نہیں گھس پاتے تھے۔

ابوالہول کے پیچھے ساتھ ساتھ چار بہت بڑے اہرام بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک اہرام عالموں فرعون کا بھی تھا۔ جو ایک بڑا رحم دل اور انصاف پسند فرعون تھا۔ اسی کے زمانے میں عنبر مصر میں پیدا ہوا اور جوان ہوا تھا۔ اور پھر اسی فرعون کے زمانے میں عنبر اپنے ہزاروں برس کے سفر پر روانہ ہوا تھا۔

اسی اہرام کے اندر ایک کوٹھڑی میں اسی بزرگ مصری کا مزار بھی تھا جہاں سے پہلی بار عنبر کو آواز آئی تھی کہ وہ ایک ناقابل یقین اور طویل ترین سفر پر روانہ ہونے والا ہے۔ عنبر کا خیال تھا کہ شاید اس بزرگ کے مزار پر سے اسے کوئی ہدایت مل جائے اور اسے علم ہو سکے کہ اب ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اس لیے وہ اس اہرام میں داخل ہو کر اندر ڈیرا جمانا چاہتا تھا مگر اہرام کے باہر کھڑے سپاہیوں نے ان کو اندر جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو غصہ آگیا۔ وہ سپاہیوں پر حملہ کرنے والا تھا کہ عنبر اسے ایک طرف لے گیا اور کہنے لگا۔

"یہ بے مقصد لوگ ہیں۔ یہ تو اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ ابوالہول کے نیچے جو چھوٹا سا کھوہ بنا ہوا ہے۔ ہم وہاں جا کر ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ چلو آؤ میرے ساتھ۔"

عنبر نے ماریا اور کیٹی کو بھی ساتھ لے لیا اور ابوالہول کے بت کے پاس آگیا۔ یہ بت ابھی پورے کا پورا سلامت تھا۔ اس کا سر انسان کا باقی دھڑ شیر کا تھا اور وہ ایک اونچی چٹان پر دونوں پنجے آگے کیے بیٹھا تھا، اس چٹان کے نیچے ایک کھوہ بنا ہوا تھا جہاں رات کو لومڑ وغیرہ آکر بسیرا کرتے تھے۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی نے جگہ صاف کر کے اس جگہ ٹھکانہ بنا لیا۔

دن کے وقت وہ شہر میں گھومتے پھرتے رہتے اور رات کو کھوہ میں آکر لیٹ جاتے اور پھر رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ عنبر نے اس دوران عالموں کے اہرام میں جانے کی کوشش کی مگر نہ جا سکا۔ ماریا غائب تھی۔ وہ اہرام میں کئی بار گئی اور واپس آئی۔ مگر عنبر خود بزرگ

کے مزار پر جا کر اس بزرگ سے بات کرنے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔ ایک بار ناگ نے کہا بھی کہ میں ابھی ان سپاہیوں کو مارے ڈالتا ہوں مگر عنبر نے اسے اس کی اجازت نہ دی کیونکہ ابھی ان کا سفر ختم نہیں ہوا تھا اور بزرگ سے بات کرنے کی اتنی زیادہ اور فوری ضرورت بھی نہیں تھی۔

مصر میں آئے انہیں دس گیارہ دن ہو گئے تھے کہ ایک رات وہ سو کر اٹھے تو دیکھا کہ چار اہراموں میں سے ایک اہرام غائب تھا۔ عنبر کو پتہ چلا تو وہ دوڑ کر کھوہ سے باہر آیا۔ دیکھا کہ ابوالہول کے پیچھے صحرا میں جہاں شام کے وقت چار اہرام موجود تھے وہاں اب صرف تین اہرام تھے۔ اور ایک غائب تھا۔ ناگ بولا۔

"کہیں ہم دو سو سال پیچھے کے زمانے میں تو نہیں چلے گئے عنبر؟"

عنبر بولا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہم تین سو سال پیچھے آ گئے ہیں اور اس وقت صرف یہاں تین اہرام تھے۔"

ماریا اور کیٹی بھی باہر آکر ایک اہرام کے غائب ہو جانے پر تعجب کرنے لگی تھی جب انہیں عنبر نے بتایا کہ وقت انہیں ایک دم سے تین سو برس پیچھے لے گیا ہے۔ تو کیٹی نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ اپنے سفر کے اس اس نقطے پر پہنچ گئے ہیں جہاں سے آپ نے اپنا ہزاروں سال کا سفر شروع کیا تھا"

ماریا نے کہا۔

"میرے خدایا۔ ہمارا انجام پھر قریب ہے"

ناگ خاموش تھا۔ اسے ایک ہی خطرہ تھا کہ اس کا انجام زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ انسان سے دوبارہ ہمیشہ کے لیے سانپ بن جائے اور پھر کبھی انسان کی شکل اختیار نہ کر سکے۔ عنبر کو یہ خطرہ تھا کہ یا تو وہ ایک دم سے بڈھا ہو کر مر جائے گا اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر بلکہ مٹی بن کر رہ جائے گا اور یا پھر ہوا میں یک لخت غائب ہو جائے گا۔

ماریا کو یہ غم تھا کہ ہو سکتا ہے وہ بھی بڈھی کھوسٹ ہو کر ظاہر ہو جائے ——— اور پھر ہڈیوں کے ڈھانچے میں بدل جائے۔ جب سب نے اپنے فکر کا اظہار کیا تو عنبر بولا۔

"پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہمارے ساتھ جو ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ سب

سے پہلے مجھے شہر جا کر یہ معلوم کر لینے دو کہ کس فرعون کی حکومت ہے؟"

ناگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ کفروتی فرعون کی حکومت ہو گی جو تمہارا دشمن تھا اور جس نے تمہیں زہر دلوانے کی کوشش کی تھی"

ماریا نے کہا۔

"وہ دیکھو اہرام کے باہر سپاہی بھی بدل گئے ہیں اب بابل کے نہیں بلکہ فرعون کا خاص دستہ اہراموں کے باہر پہرہ دے رہا ہے"

عنبر نے ان لوگوں کو وہیں کھوہ میں ہی رہنے کو کہا اور خود شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر میں جا کر اسے معلوم ہوا کہ واقعی وہ تین سو سال پیچھے آ گئے ہیں اور اس وقت ملک مصر پر فرعون کفروتی کی حکومت تھی۔ جو عنبر کا دشمن تھا۔ یہ ٹھیک وہ زمانہ تھا جب عنبر کا والد بھی فوت ہو چکا تھا اور خود اسے بھی زہر دیا جا چکا تھا۔ اور اسے عالمون کے اہرام سے ایک بزرگ کی یہ بشارت مل چکی تھی کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہے گا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا وقت ختم ہو گیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

——— وہ جہاں سے چلا تھا وہیں واپس آگیا تھا۔ وہ کسی بھی وقت ایک دم سے غائب ہو سکتا تھا یا ایکدم سے بڈھا ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر فنا ہو سکتا تھا۔ عنبر کو پہلی بار موت سے خوف محسوس ہونے لگا۔ اتنی دیر زندہ رہنے سے اسے زندگی سے پیار ہو گیا تھا اور موت سے خوف آنے لگا تھا۔ مگر جو اس کی قسمت میں لکھا تھا وہ اسے ٹال بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر بھی اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ عالمون کے اہرام میں جا کر بزرگ کے مزار پر ضرور جائے گا۔

ابوالہول کے کھوہ میں واپس آکر عنبر نے ناگ ماریا اور کیٹی کو ساری بات بتائی۔ وہ بھی سوائے کیٹی کے پریشان ہو گئے۔ کیونکہ ان سب کو اپنی اپنی موت سامنے کھڑی نظر آنے لگی تھی۔

ماریا نے پریشان ہو کر کہا۔

"اب ہمارا عالمون کے اہرام میں جانا ضروری ہے ہم پر کسی وقت بھی موت کا حملہ ہو سکتا ہے۔"

عنبر نے جدھر سے ماریا کی آواز آئی تھی اس طرف دیکھ کر کہا۔

"اس سلسلے میں تمہیں میری مدد کرنی ہو گی۔ تم سمجھ گئی ہو گی کہ میرا مطلب کیا ہے۔"

"ہاں۔ سمجھ گئی ہوں۔ تم کب اہرام میں داخل ہونا چاہتے ہو؟"

"آج رات۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔"

ناگ بولا۔

"اہرام کے باہر جو فوجی دستہ پہرہ دے رہا ہے میں ایک ایک کر کے انہیں موت کی نیند سلا دیتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں بے وجہ مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ماریا یہ کام آسانی سے کر لے گی۔ تم لوگ اسی کھوہ میں ہمارا انتظار کرنا۔"

رات کو جب تینوں اہراموں کے گرد گہرا اندھیرا چھا گیا تو عنبر اور ماریا کھوہ سے نکل کر عالمون کے مزار کی طرف بڑھے اہراموں کے باہر مصری سپاہیوں نے آگ روشن کر رکھی تھی اور مزے سے کھا پی رہے تھے۔ عنبر ایک جگہ اہرام کے قریب ریت کے چھوٹے سے ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اور ماریا عالمون کے مزار کی طرف بڑھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کو اہرام کے باہر آگ کی روشنی کے پاس بیٹھے مصری سپاہی صاف نظر آ رہے تھے۔ ماریا اِن کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔

عنبر نے دیکھا کہ آگ کے گرد بیٹھا ہوا ایک سپاہی اچانک اپنے آپ لڑھک کر پیچھے کی جانب گر پڑا۔ وہ اُٹھ ہی رہا تھا کہ دوسرا سپاہی بھی آگے کو گر پڑا۔ ماریا نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ وہ ایک ایک سپاہی کو اٹھا کر زمین پر مار رہی تھی۔ سپاہی ڈر کر ایک طرف کو بھاگ گئے کیونکہ یہ بات اِن کے دماغ میں پہلے ہی سے تھی کہ اہرام میں فرعونوں کی بدروحیں رہتی ہیں اور وہ انسانوں پر حملہ کر دیا کرتی ہیں۔ عنبر نے جب دیکھا کہ سپاہی تیسرے اہرام کی طرف بھاگ گئے ہیں اور عالمون کے اہرام کا دروازہ خالی رہ گیا ہے تو وہ ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر دوڑتا ہوا اہرام میں داخل ہو گیا۔

اسے ماریا کی خوشبو آئی۔

"ماریا؟" اس نے آواز دی۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں عنبر"

"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ رہنا"

عنبر اہرام کے غار میں چلنے لگا۔ اس غار سے وہ اچھی طرح

واقف تھا۔ یہاں پہلے ہی ہزاروں برس پہلے وہ آ چکا تھا۔ ایک جانب اندر فرعون عالمون کی کوٹھڑی تھی جہاں اس کا سونے کا تابوت پڑا تھا۔ اس سے آگے بائیں جانب ایک پتھریلی سیڑھی نیچے مصری بزرگ کی قبر کو جاتی تھی۔ یہاں کوئی پہرے دار یا سپاہی نہیں تھا۔ عنبر سیڑھی اتر کر نیچے تہہ خانے میں آیا۔ ایک اونچے چبوترے والی قبر تھی جو تابوت کی شکل کی تھی۔

تابوت کے سرہانے کی جانب ایک "بلی" کا بت بنا ہوا تھا۔

عنبر تابوت کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور دل میں اس بزرگ کو یاد کر کے دعا پڑھنے لگا۔ ایک گھنٹے تک اسی طرح خاموش بیٹھے رہنے اور دعا مانگنے کے باوجود مصری بزرگ نے عنبر کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے کہا۔

"ماریا بہن!"

"میں تمہارے پاس ہوں عنبر!"

عنبر نے کہا۔

"میں اپنی ریاضت میں کامیاب نہیں ہو رہا۔ بزرگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری طرف توجہ نہیں کر رہے۔ میرا خیال ہے تم واپس ناگ کیٹی کے پاس چلی جاؤ۔ شاید تمہاری وجہ سے بزرگ یہاں نہیں آ رہے ہے،،
ماریا کہنے لگی۔

،،اگر ایسی بات ہے تو میں واپس جاتی ہوں،،
تھوڑی ہی دیر بعد ماریا کی خوشبو آنا بند ہو گئی۔
عنبر نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور دل میں قدیم مصری اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ جب اسے بہت دیر ہو گئی تو عنبر نے آنکھیں کھول کر تابوت کی طرف دیکھا اور کہا۔

،،اے بزرگ! آپ میرے دل کا حال جانتے ہیں۔ ہمارا سفر ختم ہو رہا ہے۔ ہمارے انجام کے بارے میں اگر آپ کو کچھ علم ہو تو مجھے بتائیں،،
خاموشی ـــــ گہری خاموشی چھائی رہی۔ عنبر نے پھر آنکھیں بند کر کے اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ پڑھتے پڑھتے جب اسے کچھ اور وقت گزر گیا تو عنبر کو خاموش فضا میں کسی کے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تابوت کے پیچھے جو دیوار تھی اس دیوار پر اندھیرے میں ایک انسانی ہیولا

دکھائی دے رہا تھا۔ پھر عنبر کو آواز آئی۔
،،بیٹا عنبر! تم صحیح وقت پر یہاں آئے ہو۔ بلکہ تمہیں تقدیر ٹھیک وقت پر یہاں لے آئی ہے،،
عنبر نے کہا۔

،،اے بزرگ! میں اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ میرا ہزاروں سال کا سفر اب ختم ہو رہا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ میرا، ماریا اور ناگ کا انجام کیا ہونے والا ہے؟،،
بزرگ کی آواز آئی۔

،،تمہارا انجام کیا ہونے والا ہے؟ اس کے بارے میں میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا،،
عنبر بولا۔

،،مگر اے بزرگ کیا ہم تینوں یہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی؟،،
بزرگ کی آواز نے کہا۔

،،نہیں۔ ابھی ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ میرے نزدیک ابھی تمہارا سفر ختم نہیں ہوا،،
،،کیا مطلب؟ عنبر نے تعجب سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بزرگ نے کہا۔

"ہاں عنبر۔ تمہارا، ماریا ناگ اور کیٹی کا ابھی سفر ختم نہیں ہوا۔"

عنبر بولا۔

"لیکن تاریخ تو ختم ہو گئی ہے۔ ہم دوبارہ تاریخ کے پانچ ہزار سالہ واقعات پر سے گزر چکے ہیں۔ اب ہم کہاں جا سکتے ہیں؟ ہمارے سامنے کوئی میدان نہیں ہے۔"

بزرگ کی آواز آئی۔

"تم لوگ اپنا سفر جاری رکھو گے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"لیکن —— لیکن کیا ہم تاریخ سے پہلے کے زمانے —— پتھر اور دھات کے زمانے میں نکل جائیں گے؟"

بزرگ نے کہا۔

"نہیں۔ تم لوگ پتھر کے زمانے میں بھی نہیں جاؤ گے۔"

"پھر —— پھر ہماری نئی منزل کون سی ہے؟" عنبر نے سوال کیا۔

بزرگ کی آواز نے جواب دیا۔

"تمہاری منزل ایک نئی اور حیرت انگیز منزل ہو گی۔ تم ایک ایسے نئے سفر کا آغاز کرو گے کہ خود تم بھی حیران رہ جاؤ گے۔ بس اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

عنبر نے کہا۔

"اے بزرگ! آپ نے میرے شوق کو چار گنا بھڑکا دیا ہے کہ ہم ایک نئی اور حیرت انگیز منزل کی طرف اپنا نیا سفر شروع کرنے والے ہیں۔ کاش آپ مجھے تھوڑا سا اشارہ کر دیتے کہ ہمیں پانچ ہزار سال قبل مسیح کے مصر سے کس طرف روانہ ہونا ہے؟"

بزرگ کی روح نے کہا۔

"میں صرف یہی اشارہ دے سکتا ہوں کہ تم لوگ یہاں سے فوراً بحیرہ روم کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں ساحل سمندر پر ایک جگہ چٹانوں کے اوپر فرعون کا بت ہے اس بت کے پاؤں میں ایک دروازہ نیچے چٹان کے اندر جاتا ہے۔ تم لوگ اس دروازے میں سے نیچے اتر جاؤ۔ آگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک سُرنگ آئے گی۔ یہ سُرنگ تمہیں ایک ایسی جگہ پہنچا دے گی جہاں تمہیں ایک پتھر کا تخت بچھا ہوا ملے گا۔ تم چاروں اِس تخت پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لینا۔ اِس کے بعد تم اس جگہ پہنچا دیئے جاؤ گے جہاں سے تم نے اپنے نئے، انوکھے اور سنسنی خیز سفر کو شروع کرنا ہوگا۔"

عنبر حیرانی اور تعجب سے بزرگ کی روح کی باتیں سُن رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ بزرگ جو کچھ کہہ رہا ہے انہیں وہی کچھ کرنا ہوگا۔ اِس نے آخری بار پوچھا۔

"اے عظیم بزرگ! کیا آپ اتنا بھی نہیں بتائیں گے کہ ہم کہاں اور کس زمانے میں پہنچ کر اپنے نئے سفر کا آغاز کریں گے؟"

بزرگ کی روح خاموش رہی۔ پھر اِس نے آہستہ سے کہا۔

"تم لوگ جہاں جا کر نکلو گے وہاں تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ تم کس زمانے میں ہو اور وہ کون سا سَن ہے۔ جاؤ ـــــ شاید ہمیشہ کے لیے خدا حافظ!"

اور اس کے ساتھ ہی اس بزرگ کا ہیولا غائب ہو گیا۔

عنبر کچھ دیر تو چُپ چاپ سا وہاں بیٹھا رہا۔ اِس کے دل میں خوشی بھی تھی کہ وہ موت کے پنجے میں جانے سے بچ گیا ہے اور اس کا ناگ ماریا کے ساتھ ایک نیا سفر شروع ہو رہا ہے۔ لیکن اِس کا دل کچھ ڈر سا بھی محسوس کر رہا تھا کہ خدا جانے یہ نیا سفر کیسا ہوگا؟ کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوگا؟ اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس نے واپس ابوالہول کی کھوہ میں آکر جب ناگ ماریا اور کیٹی کو بزرگ کی ساری گفتگو سنائی تو ماریا اور کیٹی بڑے خوش ہوئے۔ کیٹی نے کہا۔

"بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم جدا نہیں ہوں گے اور اکٹھے ایک نئے سفر پر روانہ ہونے والے ہیں۔"

ماریا بھی خوش ہو کر بولی۔

"خداوند کا شکر ہے کہ میں بڈھی کھوسٹ ہو کر مرنے سے بچ گئی۔ میرے خدا! مجھے تو اپنی موت سے اب خوف آنے لگا تھا۔"

ناگ سنجیدہ تھا۔ بولا۔

"عنبر! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم تاریخ سے پہلے کے کسی زمانے میں چلے جائیں گے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات میں نے اس بزرگ کی روح سے خاص طور پر پوچھ لی تھی۔ ہم تاریخ کے پہلے یعنی دھات اور پتھر کے زمانے میں نہیں جارہے"

ناگ بولا۔

"تو پھر ہم کدھر جا رہے ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ یہاں سے کس طرف کو روانہ ہوں گے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہاں سے تو ہم وہی بحیرہ روم کے کنارے اِن چٹانوں کی طرف جائیں گے جہاں فرعون کا بُت ہے۔ اس کے بعد یہ بھید کھُلے گا کہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی۔

"عنبر بھیّا! یہ کوئی بڑا پُراسرار سفر لگتا ہے جو ہم شروع کرنے والے ہیں"

عنبر نے کہا۔

"یہ بات تو بزرگ نے خود کہی ہے کہ ہمارا یہ سفر پہلے سفر سے زیادہ سنسنی خیز اور حیران کر دینے والا ہو گا"

ناگ بولا۔

"خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ بہرحال اگر قسمت میں یہی لکھا ہے تو پھر بھگتنا ہی پڑے گا۔ لیکن ایک بات کی خوشی ہے کہ ہم چاروں دوست اکٹھے رہیں گے اور مریں گے نہیں۔"

عنبر اُٹھ کر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اب دیر نہیں کرنی چاہیئے ابھی دن نہیں نکلا۔ یہاں سے کوچ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صبح کو فرعون کی فوج اس سارے علاقے کو گھیرے میں لے لے کہ رات کو اِن کے سپاہیوں کو کس نے تنگ کیا تھا۔"

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی ابوالہول کے کھوہ سے باہر نکل آئے۔

صحرا کی رات تاروں سے بھری ہوئی تھی۔ عنبر نے اس چمکیلی رات کو دیکھ کر گہرا سانس بھرا اور بولا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ شاید آج کے بعد ہمیں اتنی شفاف اور حسین رات دیکھنا نصیب نہیں ہو گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے ناراض ہو کر کہا۔

"عنبر بھیا آپ کیسی ناامیدی کی باتیں کرتے ہیں۔ میں آپ کی چھٹی حس سے اتفاق نہیں کرتی"

عنبر ہنس کر بولا۔

"ماریا بہن! تم اتفاق کرو یا نہ کرو مگر جو بات ہونی ہوتی ہے ہو کر رہتی ہے۔ آؤ اب چلتے ہیں۔ چلو ناگ اور کیٹی ـــ اس طرف سے نکل چلتے ہیں"

کیٹی نے کہا۔

"ہم شہر کی طرف جائیں گے کیا؟"

ناگ بولا۔

"روم کے سمندر کنارے فرعون کے بت والی چٹانوں تک پہنچنے میں ہمیں دو تین دن لگ جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں شہر سے کچھ اونٹ خرید کر ان پر سفر کرنا چاہیئے"

عنبر نے کہا۔

"میرا ارادہ بھی یہی تھا۔ اس لیے میں شہر کی طرف چلا ہوں۔ کیونکہ جس طرف یہ سمندری چٹانیں ہیں ادھر کوئی قافلہ نہیں جاتا"

شہر پہنچتے پہنچتے انہیں دن نکل آیا۔

وہ باتیں کرتے بڑے مزے مزے سے صحرا کی ڈھلی رات کی ٹھنڈی ہوا میں ٹہلتے چلتے رہے۔ یہاں انہوں نے ایک کارواں سرائے سے تین اونٹ خریدے اور روم کے سمندر کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ناگ کا اندازہ صحیح نکلا۔ ان کا یہ صحرائی سفر تین دنوں میں ختم ہوا۔ وہ بحیرہ روم یعنی روم کے سمندر کے ساحل پر پہنچ گیا۔ وہ چٹان انہیں دور سے نظر آ رہی تھی جس کے اوپر فرعون مصر کا ایک بہت بڑا بت بنا ہوا تھا۔ جب وہ چاروں یعنی عنبر ناگ ماریا اور کیٹی اس فرعون کے بت کے پاس چٹان پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ بزرگ کے کہنے کے مطابق بت کے پاؤں میں ایک راستہ نیچے جاتا تھا۔ ماریا کہنے لگی۔

"میرا خیال ہے میں نیچے جا کر دیکھ آتی ہوں کہ اندر کیا ہے"

عنبر نے کہا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں آگے آگے چلتا ہوں تم میرے ساتھ آؤ"

عنبر اندھیرے زینے سے گزر کر سیڑھیاں اترنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کیٹی اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ سیڑھیاں ختم ہوئیں تو آگے ایک تاریک سرنگ آ گئی۔ انہوں نے اس سرنگ میں چلنا شروع کر دیا۔ سرنگ میں سیلن تھی اور زمین بھی گیلی تھی۔ کافی دور چلنے کے بعد انہیں ایک جگہ دیوار کے ساتھ لگا۔ پتھر کا ایک تختہ بچھا ہوا نظر آیا۔ عنبر نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

"یہ وہ تخت ہے جو ہمیں ہمارے نئے سنسنی خیز سفر کی طرف لے جانے والا ہے۔"

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی ——

یہ چاروں صدیوں کے دوست اس پُراسرار تخت پر بیٹھ گئے۔ ماریا نے کہا۔

"مصری بزرگ کی ہدایت کے مطابق ہم اِس تخت پر بیٹھ تو گئے ہیں مگر کچھ خبر بھی ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اور کس جگہ جا کر نکلیں گے؟"

عنبر بولا۔

"اس بارے میں بزرگ کی روح نے پردہ نہیں اٹھایا۔"

"تو پھر کون پردہ اٹھائے گا؟" ناگ نے پوچھا۔

عنبر نے کہا۔

"اب تو یہ تخت ہی راز پر سے پردہ اٹھائے گا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

کیٹی فکرمند سی ہو کر بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کہیں سچ مچ ہم پیچھے کی طرف پتھر کے زمانے میں نہ چلے جائیں۔"
عنبر نے کہا۔

"اس سلسلے میں بزرگ کی روح نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم پتھر کے زمانے میں نہیں جائیں گے۔"
ناگ بولا۔

"تو کیا ہم کسی دوسرے سیارے پر پہنچ جائیں گے؟"
کیٹی اور عنبر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اندھیرے میں ان کی آنکھیں روشن تھیں۔
ماریا نے کہا۔

"عنبر! ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم کسی دوسرے سیارے پر پہنچ جائیں۔ کیونکہ اس زمین پر تو ہمارا سفر ختم ہو گیا ہے۔"
کیٹی بولی۔

"پھر تو بڑا مزہ آئے گا۔ میں دوسرے سیارے میں تمہاری رہنمائی کروں گی۔ آخر میں خلائی مخلوق ہوں۔"
عنبر کہنے لگا۔

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کہاں جائیں گے۔ بس اب ہمیں چاہیئے کہ بزرگ کی روح کی ہدایت کے مطابق اس تخت پر آنکھیں بند کر کے، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر لیٹ جائیں۔"
کیٹی نے ماریا سے کہا۔

"ماریا بہن تم اپنے ایک ہاتھ کو مادی شکل دے دو تاکہ تمہارے ہاتھ کو پکڑا جا سکے۔"
ماریا بولی۔

"فکر نہ کرو میں پہلے ہی سے ایسا کر چکی ہوں۔ اب تم میرے ہاتھ کو تھام سکتی ہو۔"
ناگ نے تخت پر ایک طرف لیٹتے ہوئے کہا۔

"ماریا اور کیٹی۔ تم ہمارے بیچ میں آ جاؤ۔"
ماریا اور کیٹی درمیان میں آ کر ایک دوسری کا ہاتھ تھام کر لیٹ گئیں۔ ان کی ایک طرف عنبر اور دوسری طرف ناگ لیٹ گیا۔ ماریا کی آواز آئی۔

"خداوند! تو ہماری حفاظت کرنا۔ کہیں ہم آدم خوروں کے سیارے میں نہ نکل آئیں۔"
کیٹی ہنس کر بولی۔

"تم کیوں فکر کرتی ہو۔ تمہیں کوئی آدم خور نہیں کھا سکے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"اب خاموش ہو کر آنکھیں بند کر لو۔"

اِن سبھوں نے آنکھیں بند کر لیں اور چپ ہو گئے۔

ماریا بولی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔ میں ...."

اس کے بعد ماریا بھی گہری نیند میں کھو گئی اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ عنبر ناگ اور کیٹی بھی نیند کی دنیا میں جا چکے تھے۔

سُرنگ میں ایک سناٹا چھا گیا۔ اندھیرے میں تخت پر تین انسان لاشوں کی طرح سوئے ہوئے تھے۔ اِن میں ماریا بھی تھی مگر وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اچانک تخت کے کنارے روشن ہو گئے۔ اس میں سے روشنی کی کرنیں پھوٹنے لگیں۔ پھر روشنی کا ایک غبار سا اٹھا اور سُرنگ میں روشنی ہی روشنی پھیل گئی۔ جب یہ روشنی بجھی تو وہاں نہ کوئی تخت تھا۔ اور نہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی ہی تھی۔

تخت عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کو لے کر کہیں غائب ہو چکا تھا۔

سب سے پہلے عنبر کی آنکھ کھلی۔

اس نے دیکھا کہ اس کے اوپر کھلا روشن آسمان جو بادلوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ اس کی ایک جانب گہرے نیلے سمندر کی موجیں دُور دُور سے آ کر ساحل کی ریت کا منہ چوم رہی تھیں۔ دوسری جانب ریتلا ساحل دُور تک پھیلا ہوا تھا جہاں کہیں کہیں ریت کے ویران ٹیلے تھے اور اِن کے پیچھے سینکڑوں فلیٹوں والی اونچی عمارتیں کھڑی تھیں۔ یا خدا! یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟ یہ کون سا ملک ہے؟ یہ کون سا زمانہ ہے؟ کون سی صدی عیسوی ہے؟ عنبر اُٹھ بیٹھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے پاس ہی ناگ اور کیٹی بھی ریت پر لیٹے سو رہے تھے۔ اسے ماریا کی خوشبو بھی آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ماریا بھی وہاں موجود تھی۔

عنبر نے ناگ اور کیٹی کو اٹھا دیا۔ ماریا بھی جاگ پڑی۔ وہ سب آنکھیں ملتے ہوئے کبھی سمندر کو اور کبھی دُور اونچی ماڈرن عمارتوں کو دیکھنے لگے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟" ماریا نے پوچھا۔

ناگ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم بیسویں صدی عیسوی میں نکل آئے ہیں کیونکہ اس سے پہلے میں نے لاہور اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کراچی شہر میں اس قسم کی بلڈنگیں دیکھی تھیں"۔
کیٹی کہنے لگی۔

"ہاں — مجھے یاد آگیا۔ لاہور میں ایسی ہی بلڈنگیں تھیں۔ مگر کیا یہ لاہور ہے؟"
عنبر بولا۔

"نہیں لاہور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں سمندر ہے اور لاہور میں سمندر نہیں ہے"۔

"تو پھر یہ کراچی شہر ہو گا" ماریا نے کہا
عنبر نے کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں اپنے حلیے تبدیل کرنے ہوں گے کیونکہ ہمارا لباس آج سے پانچ ہزار سال پرانے زمانے کا لباس ہے"۔

اتنے میں آسمان پر ایک زبردست گونج کے ساتھ ایک جیٹ طیارہ گزرنے لگا۔ ماریا ناگ کیٹی اور عنبر اس سے پہلے چونکہ لاہور کی سیر کر چکے تھے اس لیے سمجھ گئے کہ یہ طیارہ ہے۔ ماریا نے کہا۔

"ہم یقیناً بیسویں صدی عیسوی میں آگئے ہیں۔ یہ ہوائی جہاز ہے جس میں مسافر ایک شہر سے دوسرے

شہر کو سفر کرتے ہیں"۔
ناگ اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا اپنا سفر بیسویں صدی سے شروع ہونے والا ہے۔ تو کیا ہم ایک بار پھر پیچھے کی طرف جائیں گے؟"
عنبر نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔ کیونکہ مصری بزرگ کی روح نے یہ بات بالکل صاف لفظوں میں کہہ دی تھی۔ کہ ہم واپس تاریخ کے واقعات میں اب سفر نہیں کریں گے"۔
ماریا نے پوچھا۔

"تو پھر بیسوی صدی سے ہم آگے کہاں جائیں گے؟"
عنبر بولا۔

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جو ہو گا۔ دیکھا جائے گا۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ تم شہر جا کر ہمارے لیے اس شہر کے ماحول کے مطابق کپڑے لاؤ"۔
ماریا بولی۔

"کیا میں لوگوں کے کپڑے چرا کر لے آؤں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"وہ چرانے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس سونے کے دو سکے رہ گئے ہیں۔ چونکہ تم نظر نہیں آتی ہو اس لیے شہر میں کسی دکان پر جا کر ہمارے لیے کپڑوں کے جوڑے لے کر وہاں سونے کے یہ دو سکے رکھ دو اور یہ بھی معلوم کرو کہ یہ کون سا شہر ہے اور سن عیسوی کون سا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"کیٹی کو میرے ساتھ بھیج دو۔"

عنبر بولا۔

"ہمارے لباس عجیب و غریب ہیں۔ ہم میں سے کوئی تمہارے ساتھ گیا تو لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے لوگ ہمیں پاگل سمجھ کر پتھر مارنا شروع کر دیں۔ تم جلدی سے جاؤ۔ ہم اسی جگہ بیٹھ کر تمہارا انتظار کریں گے۔"

"اچھا بھائی جاتی ہوں۔ سونے کے سکے نکال کر دے دو۔"

عنبر نے اپنے پرانے لمبے کرتے کی جیب میں سے تھیلی نکال کر اس میں پڑے ہوئے دونوں آخری سکے نکال کر

ماریا کو دے دیئے اور ماریا شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ عنبر ناگ اور کیٹی وہاں کھلی جگہ سے اٹھ کر ایک سمندری چٹان کی اوٹ میں آ کر بیٹھ گئے جو ساحل پر کھڑی تھی اور جس سے سمندر کی لہریں آہستہ آہستہ ٹکرا کر واپس چلی جاتی تھیں۔

ماریا کو ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ کون سا شہر اور کون سا ملک ہے۔ وہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو کر ہوا میں اڑتی شہر کی طرف چلی جا رہی تھیں۔ اب اسے سڑک پر کہیں کہیں کاریں، سکوٹر اور رکشے چلتے نظر آنے لگے۔ اس نے ایک بس پر "کراچی" لکھا ہوا دیکھا تو سمجھ گئی کہ وہ پاکستان کے شہر کراچی میں آ گئے ہیں اور یہ بیسویں صدی ہی ہے۔

ماریا شہر کے گنجان آبادی والے علاقے میں آ گئی۔ یہاں ٹریفک کا شور تھا۔ ایک جگہ چوک میں گھڑی لگی تھی جو دن کے ساڑھے تین بجا رہی تھی۔ نیچے تاریخ بھی الیکٹرانک بتیوں میں بار بار روشن ہو رہی تھی۔ یہاں سن ۱۹۸۵ء لکھا تھا۔ اب ماریا کو یقین ہو گیا کہ وہ بیسویں صدی کے ماڈرن زمانے میں آ گئے ہوئے ہیں جس میں سائنس اور ٹیکنالوجی بہت ترقی کر چکی تھی۔ ایک اور جیٹ طیارہ ماریا کے سر کے اوپر آسمان پر سے گزر گیا۔ ماریا اگرچہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بسوں، رکشوں، ٹرکوں اور لوگوں کے ہجوم کے درمیان سے بھی بڑی آسانی سے گزر سکتی تھی مگر وہ سڑک سے دس پندرہ فٹ بلند ہو کر اُڑنے لگی۔ وہ بازار کی دکانوں پر لکھے ہوئے بورڈ پڑھ رہی تھی۔

ایک جگہ دکان پر بورڈ لگا تھا "لیڈیز اینڈ جنٹس ریڈی میڈ کلاتھ"۔ ماریا نیچے اتر آئی اور دکان میں داخل ہو گئی۔ شیشے کی قد آدم الماریوں میں عورتوں اور مردوں کے بے شمار کپڑے لٹک رہے تھے۔ یہاں شلوار قمیض کے سوٹ بھی تھے اور پتلونیں جینز اور جیکٹس بھی تھیں۔ ماریا کو معلوم تھا کہ پہلے وہ جب لاہور آئے تھے تو ناگ اور عنبر نے پتلون اور جیکٹ پہنی تھی۔ یہاں عورتوں کے لیے شلوار قمیض بھی موجود تھیں۔

یہ بہت بڑی دکان تھی اور مال سے بھری ہوئی تھی۔ گاہک سودا وغیرہ خرید رہے تھے۔ ماریا ان کے بیچ میں سے ہوتی ہوئی دکان کے پیچھے چلی گئی۔ یہاں پلاسٹک کے لفافوں میں بند زنانہ اور مردانہ سوٹ پڑے تھے۔ ماریا نے ایک لفافے میں سے جیکٹ نکال کر دیکھی۔ اسی طرح کی ایک دوسری جیکٹ بھی وہاں رکھی تھی۔ ماریا نے یہاں سے دو پتلونیں دو جیکٹس، چار مردانہ قمیض اور

دو زنانہ سوٹ اٹھائے۔ اس جگہ سونے کے دونوں سکے رکھے اور دکان سے باہر نکل گئے۔

واپس ساحل سمندر پر آ کر اس نے کپڑے عنبر ناگ کیٹی کو دیئے اور انہیں بتایا کہ یہ شہر کراچی ہے۔

"سن ۱۹۸۵ء ہے۔ ملک پاکستان ہے اور شہر کا نام کراچی ہے"۔

عنبر ناگ اور کیٹی ذرا سے مسکرائے۔ ناگ بولا۔

"پاکستان کا ملک مجھے بڑا پسند ہے۔ اچھا ہوا کہ ہم کسی دوسرے ملک میں نمودار ہونے کی بجائے یہاں آ گئے ہیں"۔

ماریا نے کہا۔

"آخری بار میں نے لاہور شہر کے ایک گرجا گھر میں عبادت بھی کی تھی۔ اگر موقع ملا تو میں دوبارہ وہاں کرنے جاؤں گی"۔

کیٹی نے کہا۔

"اور میں بھی لاہور کے انٹرکونٹی نینٹل ہوٹل کے اس اندھے کنوئیں پر بھی جاؤں گی جہاں میرا دوست اور میرا دشمن جن رہتا ہے"۔

ناگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"خدا بچائے اس جن سے۔ بھئی ہم تو لاہور گئے تو وہاں اپنے پرانے ساتھیوں امجد اور غزالہ سے ضرور ملاقات کریں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"تمہیں معلوم نہیں۔ غزالہ کی تو شادی ہو چکی ہے وہ لاہور میں نہیں ہوتی آج کل۔"

ناگ نے کہا۔

"چلو امجد سے ملاقات ہو جائے گی۔ وہ تو کالج میں پڑھ رہا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"بھئی تم لوگ کن باتوں میں لگ گئے ہو۔ پہلے تو ہمیں یہاں سے کسی مناسب اور شریفانہ جگہ پر جا کر ٹھہرنا ہو گا۔"

کیٹی بولی۔

"یہ شریفانہ جگہ کوئی ہوٹل ہی ہو سکتا ہے۔"

"اور ہوٹل یہاں بہت مہنگے ہیں۔ اور اس وقت ہمارے پاس پاکستانی کرنسی کا ایک ٹیڈی پیسہ تک نہیں ہے۔"

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"پاکستانی کرنسی کا بندوبست تو ناگ کے سانپ کر دیں گے۔ کیوں ناگ بھائی؟"

ناگ لفافے میں سے پتلون نکال کر اس کا سائز دیکھ رہا تھا۔ بولا۔

"اگر یہاں زمین کے اندر کوئی خزانہ ہوا تو سانپ ضرور میری مدد کریں گے۔"

کیٹی نے کہا۔

"خزانے تو پرانے شہروں مثلاً لاہور وغیرہ میں ملیں گے یہ ماڈرن شہر کراچی ہے یہاں شاید ہی کوئی خزانہ ہو۔"

"کوشش کروں گا۔ بھئی یہ جیکٹ تو مجھے بالکل فٹ ہے۔"

ناگ نے بھورے رنگ کی جیکٹ پہنتے ہوئے کہا۔ عنبر بولا۔

"اب ایسا کرتے ہیں کہ کیٹی اور ماریا چٹان کی دوسری طرف چلی جائیں تاکہ میں اور ناگ کپڑے بدل لیں۔ اس کے بعد ہم ادھر چلے جائیں گے اور ماریا اور کیٹی کپڑے تبدیل کر لیں گی۔"

کیٹی مسکرا کر بولی۔

"ارے ماریا تو نظر ہی نہیں آتی وہ تو یہاں اسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وقت کھڑے کھڑے کپڑے بدل سکتی ہے۔"

ناگ بولا۔

"چلو تم دوسری طرف چلے جانا۔"

ماریا کی ہنسی کی آواز آئی۔ ناگ اور عنبر چٹان کی دوسری طرف جا کر لباس تبدیل کرنے لگے۔ انہوں نے پرانے کُرتے اتار دیئے اور اِن کی جگہ جیکٹ اور پتلونیں اور نئی قمیضیں پہن لیں۔ جب وہ سامنے آئے تو ماریا نے کہا۔

"تم تو پاکستان کے ڈسکو گانے والے آرٹسٹ لگ رہے ہو۔"

کیٹی بولی۔

"تمہیں ڈسکو کے بارے میں معلوم ہے؟"

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں لاہور میں کئی بار آ چکی ہوں۔"

عنبر بولا۔

"اچھا بھئی اب تم لوگ بھی کپڑے تبدیل کر لو۔"

چٹان کی دوسری طرف جا کر ماریا اور کیٹی نے بھی پاکستانی لباس پہن لیا۔ جب وہ شلوار قمیض اور دوپٹے میں ناگ اور عنبر کے سامنے آئیں تو ناگ نے کہا۔

"کیٹی! تم بالکل ماڈرن گرل لگتی ہو اور یقیناً ماریا بھی

ایسی ہی لگتی ہو گی۔"

ماریا کی آواز آئی۔

"کیوں نہیں۔ اگر میں تم لوگوں کو نظر آ سکتی تو تم میری شخصیت سے بہت متاثر ہوتے۔"

عنبر نے کہا۔

"بھئی ہم تو اس وقت بھی تم سے بہت متاثر ہیں۔"

ناگ جیکٹ کا کالر ٹھیک کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"خدا کا شکر ہے کہ کیٹی کی آنکھیں چکور نہیں ہوئیں ورنہ بڑی مشکل ہو جاتی۔"

کیٹی بولی۔

"بھئی اس کے لیے میں اپنے مسخرے جن کی شکر گزار ہوں اب تو چٹکی بجاتے ڈرتی ہوں کہ کہیں چٹکی بجاتے ہی میری آنکھیں پھر سے چکور نہ ہو جائیں۔"

ماریا نے کہا۔

"نہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا دوست جن اب تمہارے ساتھ کوئی شرارت نہیں کرے گا۔"

کیٹی سانس بھر کر بولی۔

"اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

عنبر نے پرانے کپڑوں کی ایک گٹھڑی بنا کر اسے سمندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پھینک دیا اور بولا۔
"ناگ بھائی! سب سے پہلے تو تم کچھ دولت کا انتظام کرو تاکہ ہم یہاں کسی اچھے سے ہوٹل میں جا کر ٹھہر سکیں، کیونکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہمیں یہاں کب تک رہنا ہوگا"
ناگ بولا۔
"میرا خیال ہے ریت کے اس ٹیلے کے پاس جا کر کسی سانپ کو بلانے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ ٹیلہ مجھے پرانے زمانے کا لگتا ہے"
"تم اِدھر جا کر کوشش کرو" عنبر نے کہا۔ "ہم اسی جگہ بیٹھتے ہیں"
ناگ جیکٹ اور پتلون میں بڑی شان سے ٹیڈی نوجوان کی طرح چلتا کچھ فاصلے پر کھڑے ریت اور پتھر کے ٹیلے کی اوٹ میں آگیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سانپ کو آواز دی۔ مگر وہاں کوئی سانپ نہ آیا۔ تین بار پکارنے پر بھی جب کسی سانپ نے وہاں سر نہ نکالا تو ناگ واپس چلا آیا اور بولا۔
"یہاں کوئی سانپ نہیں ہے۔ ہمیں کسی دوسری جگہ جا کر کوشش کرنی ہوگی"

عنبر نے کہا۔
"ظاہر ہے کسی ویران علاقے میں ہی جانا پڑے گا۔ مگر ہمیں ساتھ ساتھ کیوں خراب کرو گے۔ تم اکیلے ہی کچھ دور کیوں نہیں چلے جاتے"
ماریا بولی۔
"ہاں ناگ بھیا! ہم یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔ تم خود ہی کچھ دور جا کر کسی سانپ کو بلانے کی کوشش کرو"
ناگ مسکرا کر کہنے لگا۔
"کمال ہے بھئی تم لوگ ماڈرن دنیا میں آتے ہی سست ہو گئے ہو۔ چلو۔ میں اکیلا ہی چلا جاتا ہوں۔ لیکن تم لوگ یہاں سے مت جانا"
کیٹی نے کہا۔
"ہم کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ ۱۹۸۵ء کا کراچی شہر ہے۔ یہاں پیسے کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اُٹھا سکتے۔ ہم تمہارا انتظار کریں گے بھیا!"
ماریا نے ناگ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔
"بھیا اب چلے بھی جاؤ۔ یہ کیا منہ پھاڑے کھڑے ہو"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کیٹی عنبر کھل کھلا کر ہنس دیئے۔ ناگ بھی کچھ مسکراتا، کچھ کھسیانہ سا ہو کر سر کھجاتا ایک طرف چلنے لگا۔ ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں میں وہ دور دور تک چلتا چلا گیا۔ آسمان بادلوں سے بھرا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ مگر بارش ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ دن ڈھلنے لگا تھا۔ چلتے چلتے ناگ جب کوئی ایک فرلانگ دور نکل آیا تو اس نے ایک جگہ گڑھا دیکھا جو کافی بڑا تھا اور اس قسم کی جگہوں پر عام طور پر سانپ ہوا کرتے ہیں۔

ناگ ان جھاڑیوں کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ وہاں کوئی دوسرا انسان نہیں تھا۔ ناگ نے آنکھیں بند کیں اور سانپ کی آواز دی۔ اس کے منہ سے سانپ کی آواز کی خاص لہریں نکل کر فضا میں پھیل گئیں۔ کیسری رنگ کا سانپ ایک بل میں سے نکل کر ناگ کے سامنے آکر ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور سر کو بار بار جھکانے لگا۔

ناگ نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا اور اس سے کہا کہ اگر یہاں کوئی خزانہ دفن ہو تو اس میں سے کوئی قیمتی ہیرا یا عقیق لاکر دے دو۔ سانپ نے ادب سے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! جس جگہ میں رہتا ہوں یہاں تو

زمین کے اندر مُردوں کی ہڈیاں ہی دفن ہیں۔ کیونکہ یہاں ایک پرانا قبرستان ہوا کرتا تھا"

ناگ نے پوچھا۔

"کیا یہاں قریب بھی کوئی خزانہ نہیں ہے؟"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ! یہاں تو آپ جس جگہ زمین کھودیں گے وہاں سے سوئی گیس یا پٹرول نکل آئے گا۔ کیونکہ آج کے زمانے میں سوئی گیس اور پٹرول ہی کو خزانہ سمجھا جاتا ہے"

ناگ نے کہا۔

"مجھے سوئی گیس اور پٹرول نہیں چاہیے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کوئی قیمتی ہیرا یا پرانے زمانے کا دبایا ہوا کوئی زیور کہاں مل سکتا ہے؟"

سانپ نے کہا۔

"میں ابھی آپ کو ہوا میں سونگھ کر بتاتا ہوں"

سانپ نے چاروں طرف گردن گھما کر اپنی زبان بار بار باہر نکالی۔ پھر بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے شہر کے اندر کے علاقے سے سونے کے دبے ہوئے پرانے زیورات کی بُو آ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی ہے"

"مگر شہر کے اندر خزانہ کس نے دفن کیا ہو گا۔ یہ شہر تو نیا آباد ہوا تھا"، ناگ نے کہا۔

سانپ نے جواب دیا۔

"عظیم ناگ! میں یہاں پچاس برس سے رہ رہا ہوں۔ آج سے تیس، پینتیس برس پہلے جب پاکستان بنا تھا تو اس شہر کے ہندو سکھ بھاگ کر ہندوستان چلے گئے تھے اور جاتے جاتے کچھ لوگوں نے اپنے زیورات زمین میں دبا دیئے تھے کہ جب کبھی واپس آئیں گے تو نکال لیں گے۔ ان میں سے کچھ تو واپس آکر نکال کر لے گئے۔ مگر کچھ باقی اسی طرح زمین کے اندر دفن ہیں۔ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ شہر میں لے چلیں تو میں وہ جگہ بتا سکتا ہوں جہاں زیورات دفن ہوں گے۔

ناگ بولا۔

"اچھا تم میرے ساتھ چلو"

ناگ نے کیسری رنگ کے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا اور واپس عنبر ماریا کیٹی کے پاس آکر ساری کہانی بیان کر دی۔ عنبر نے دیکھا کہ کیسری رنگ

سانپنا کی سری اس کی جیکٹ کی جیب سے باہر جھانک رہی تھی۔

ماریا نے کہا۔

"پھر تو ہم سب کو ناگ کے ساتھ ہی جانا ہو گا"

عنبر بولا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ"

ناگ کہنے لگا۔

میرا خیال ہے کہ آپ لوگ یہاں سے میرے ساتھ ہی چلیں مگر خزانے کی جگہ پر میں اکیلا ہی سانپ کے ساتھ جاؤں گا۔ کیونکہ زیادہ لوگوں کے ساتھ ہونے سے وہاں کے لوگوں کو ہم پر شک پڑ جائے گا اور ہو سکتا ہے وہاں پولیس بھی آجائے اور ہم خزانے میں سے کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں"

"مگر ہم کہاں جا کر ٹھہریں گے؟" کیٹی نے کہا۔

ماریا نے کہا۔

"کیوں نہ ہم ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر جا کر بیٹھ جائیں۔ وہاں تو مسافر لوگ بیٹھے ہی رہتے ہیں"

یہ تجویز سب کو پسند آئی اور وہ ساحل سمندر سے شہر کی طرف چل پڑے۔

ریلوے اسٹیشن پر کافی رونق اور بھیڑ بھاڑ تھی۔ ناگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

— عنبر ماریا اور کیٹی کو پلیٹ فارم نمبر ایک کے آخری کونے والے بنچ پر بیٹھنے کو کہا اور خود سانپ کو لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ناگ اور ماریا بازار کی جس دکان یا بینک سے چاہیں روپیہ اٹھا کر اپنے کام میں لا سکتے تھے مگر انہوں نے عہد کر رکھا تھا کہ وہ چوری نہیں کریں گے اور کسی کا ناجائز طور پر پیسہ نہیں اٹھائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ناگ یہ ساری تکلیف اٹھا رہا تھا۔ کیونکہ وہ ایک ایسی دولت میں سے تھوڑے سے پیسے حاصل کرنا چاہتا تھا جس کا مالک کوئی نہیں تھا۔

سانپ ناگ کی جیب میں تھا۔ دونوں آپس میں سانپ کی خفیہ زبان میں بات کر رہے تھے۔ سانپ ناگ کی رہنمائی کر رہا تھا اور فضا میں خزانے کی بو سونگھ سونگھ کر ناگ کو بتلاتے جا رہا تھا۔ کہ اب اس طرف چلو۔ اب اس طرف چلو۔ ناگ پیدل ہی چلا جا رہا تھا۔ چلتے چلتے سورج غروب ہو گیا۔ کراچی شہر کی بلند اور خوب صورت بلڈنگوں میں روشنیاں جگمگانے لگیں۔ سانپ بو سونگھتا ناگ کو ایک بہت بڑی عمارت کے پچھواڑے لے آیا جہاں ویران میدان میں جگہ جگہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے تھے اور درمیان میں ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔

سانپ نے ناگ سے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! خزانہ اس جھونپڑی کے اندر زمین میں دبا ہوا ہے۔"

ناگ نے سانپ سے کہا۔

"تم یہاں ان جھاڑیوں میں ٹھہرو۔ میں اکیلا جھونپڑی میں جاتا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کو جیب سے نکال کر جھاڑیوں میں چھوڑ دیا۔ اور خود جھونپڑی کے پاس جا کر آواز دی۔

"اندر کوئی ہے؟"

جھونپڑی بڑی خستہ حال تھی۔ اندر لالٹین کی روشنی ہو رہی تھی۔ ایک مزدور قسم کا دبلا پتلا آدمی باہر نکل آیا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ اس نے سلام کر کے پوچھا۔

"بابو جی آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں؟"

ناگ بولا۔

"بھائی تم اسی جھونپڑی میں رہتے ہو؟"

"ہاں بابو جی۔ میں مزدور ہوں۔ مٹی کھود کر چار چھ روپے کما لیتا ہوں۔ بات کیا ہے بابو جی؟"

ناگ نے کہا۔

"کیا میں تمہاری جھونپڑی میں آ سکتا ہوں۔ میں تمہیں اندر چل کر ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آجائیے بابوجی۔ مگر خیر تو ہے ناں۔ ہم تو غریب لوگ ہیں بابوجی۔ میری بیوی بیمار رہتی ہے۔"

ناگ نے اندر جا کر دیکھا کہ ایک کمزور سی عورت ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑی تھی۔ جھونپڑی میں سوائے ٹوٹے پھوٹے دو چار برتنوں اور گندی مندی رضائی کے اور کچھ نہیں تھا۔ ناگ کو ان لوگوں کی غربت دیکھ کر دکھ بھی ہوا اور اسے خوشی بھی ہوئی کہ ان لوگوں کے دن پھرنے والے تھے۔

ناگ نے کہا۔

"بھائی بات یہ ہے کہ کسی زمانے میں میں اس جگہ جہاں تمہاری جھونپڑی بنی ہوئی ہے اپنے خاندانی زیورات زمین میں دفن کر کے پردیس چلا گیا تھا۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں یہاں زمین کھود کر اپنے زیور نکال لوں۔ اس میں سے تمہیں بھی تمہارا حصہ دے دوں گا۔"

مزدور اور اس کی بیمار بیوی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

مزدور نے کہا۔

"بابوجی! ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کی امانت یہاں دفن ہے تو بے شک نکال لیں۔ بلکہ میں خود زمین کھود کر نکال دیتا ہوں۔"

مزدور نے اٹھ کر کونے میں رکھی ہوئی کدال پکڑ لی۔

ناگ نے زمین پر دو تین جگہوں پر پاؤں مار کر دیکھا کہ ایک جگہ سے زمین کے اندر سے کھوکھلی سی آواز آ رہی تھی۔ اس نے اس جگہ اشارہ کر کے کہا۔

"یہاں سے زمین کھودو۔"

مزدور کا کام ہی زمین کھودنا تھا۔ اس نے کدال چلانی شروع کر دی۔ دو تین فٹ زمین کھودنے کے بعد کدال کسی برتن سے ٹکرائی۔ مزدور نے لالٹین آگے کر کے دیکھا تو اسے ایک کانسی کے برتن کا سر نظر آ رہا تھا

"بابوجی! آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ آپ کی امانت اس برتن میں ہوگی۔"

تھوڑی دیر بعد زمین میں سے کانسی کا ایک مٹکا نکل آیا۔ ناگ نے اسے کھولا تو وہ سونے کے زیورات سے بھرا ہوا۔ مزدور اور اس کی بیمار بیوی بت بنے اس خزانے کو دیکھ رہے تھے

ناگ نے اس خزانے کا ہار نکال کر جیب میں رکھ لیا اور مزدور کے کاندھے ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بھائی! باقی زیورات میں خوشی سے تمہیں دیتا ہوں۔ انہیں بڑی احتیاط سے فروخت کر کے اپنی بیوی کا علاج کراؤ۔ اور شاندار زندگی شروع کرو۔ خدا حافظ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مزدور اور اس کی بیوی کے منہ سے خوشی اور حیرت کے مارے کوئی لفظ نہیں نکل سکا۔ اور ناگ انہیں سلام کر کے جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اسے اس خیال سے بڑی مسرت ہو رہی تھی کہ ایک غربت کے مارے مزدور کی زندگی میں خوشیوں کا سورج نکل آیا ہے اور اب وہ اِس گندی جھونپڑی کی بجائے اپنے مکان میں رہیں گے۔ اور اِن کے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔

باہر آ کر ناگ نے جھاڑیوں میں سے سانپ کو اٹھا کر جیب میں رکھا اور وہاں سے ریلوے سٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس نے سانپ سے پوچھا کہ وہ اکیلا واپس چلا جائے گا۔ سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے یہاں نہ چھوڑیں۔ شہر کے لوگ تو میرا قیمہ کر دیں گے۔"

ناگ بولا۔

"میں تمہیں اسی جگہ چھوڑوں گا جہاں سے تمہیں اُٹھایا تھا۔ فکر نہ کرو۔"

سانپ نے کہا۔

"نہیں عظیم دیوتا! آپ کو اتنی دور جانے کی ضرورت نہیں۔ آپ ایسا کریں کہ یہاں سے تھوڑی دور ایک گندا نالہ سمندر کی طرف جاتا ہے۔ آپ مجھے اس نالے

میں چھوڑ دیں۔ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاؤں گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

ناگ نے سانپ کو گندے نالے پر لے جا کر چھوڑ دیا اور خود ریلوے سٹیشن پر عنبر، کیٹی اور ماریا کے پاس آ گیا۔ انہیں زیور حاصل کرنے کا پورا واقعہ سنایا۔ اور پھر سونے کا ہار دکھایا۔ عنبر نے کہا۔

"اب رات تو اسی پلیٹ فارم پر گزارنی ہو گی۔ صبح دکانیں کھلیں گی تو بازار لے جا کر اسے فروخت کرنا۔"

"یعنی یہ کام بھی مجھ ہی کو کرنا پڑے گا۔" ناگ نے بنچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیٹی نے کہا۔

"اس لیے کہ ناگ بھیا یہ تمہارے خزانے کا زیور ہے۔ اسے تم ہی بیچ سکتے ہو۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"ویسے بھی ہمیشہ تم ہی زیور جواہرات فروخت کرتے رہے ہو۔ تم اس کام کے بڑے ماہر ہو۔"

ناگ نے سٹیشن کی روشنیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں ہی بیچ آؤں گا۔ لیکن یہاں کی روشنیوں سے آنکھیں دکھنے لگی ہیں۔ اب اِن کی عادت نہیں رہی تھی۔ اندھیرے ماحول کے تاریک شہروں سے نکل کر آئے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کہنے لگی۔

"صبح ایک کالے شیشوں والی عینک لے لینا گ بھیا۔"

اور وہ سب مسکرانے اور ہنسنے لگے۔ اسی طرح انہوں نے رات کراچی ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ایک پر گزار دی۔ ماریا نے کئی بار شکایت کی کہ اچھا نیا سنسنی خیز سفر شروع ہوا ہے کہ پہلی ہی رات سٹیشن کے پلیٹ فارم پر بسر کرنی پڑ گئی ہے۔

ناگ بولا۔ "ابھی آگے آگے دیکھنا کیا ہوتا ہے ماریا بی بی!"

جب دن کافی نکل آیا تو ناگ سونے کا ہار لے کر پوچھتا پوچھتا کراچی کے صرافہ بازار میں آ گیا۔ ایک سنیارے کو ہار دکھایا۔ اس نے ہار کو دیکھا۔ پھر ناگ کو ـــــ سر سے پاؤں تک دیکھا۔ ناگ نے جیکٹ پتلون پہن رکھی تھی۔ سنیارے نے کہا۔

"چوری کا تو نہیں ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں چور لگتا ہوں؟"

سنیارا بولا۔

"چور کے سر پر سینگ نہیں ہوتے بھائی۔ بعد میں ہمیں تھانوں کے چکر لگانے پڑتے ہیں۔"

ناگ کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ موقع غصہ دکھانے کا نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"بھائی تمہیں خریدنا ہے تو خریدو نہیں تو ہار مجھے واپس کر دو"

سنیارے نے ہار کو تولا۔ پھر کھوٹ نکال کر حساب لگایا اور بولا۔

"میں تمہیں اس کے صرف تین ہزار روپے دے سکتا ہوں۔"

ناگ نے کہا۔ "لاؤ تین ہزار ہی لاؤ۔"

اب تو سنیارے کو یقین ہو گیا کہ یہ چوری کا ہار ہے۔ مگر اب وہ اسے خرید چکا تھا۔ سودا گھاٹے کا نہیں تھا کیونکہ مال دس ہزار روپے سے بھی زیادہ کا تھا۔ ناگ نے تین ہزار روپے کے سو سو کے نوٹ رومال میں باندھ کر جیب میں رکھے اور واپس ریلوے سٹیشن کی طرف چلا۔ اسے نوٹ جیب میں رکھتے ایک جیب کترے نے دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے لگ گیا۔ راستے میں اس نے ناگ کو ایک دوسرے غنڈے کے ہاتھ دو سو روپے کے عوض فروخت کر دیا۔ دو سو روپے وصول کر کے پہلا جیب کترا تو واپس چلا گیا۔ اور اب دوسرا جیب کترا جو بڑا بدنام اور خونی قسم کا غنڈہ تھا۔ ناگ کے پیچھے لگ گیا۔ اس احمق کو کیا خبر تھی کہ وہ کس کا پیچھا کر رہا ہے۔

بازار میں ایک دو بار غنڈے نے اِدھر اُدھر سے ہلّہ بول کر ناگ کی جیب کاٹنے کی کوشش بھی کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ ناگ نے جیب میں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ تنگ آ کر غنڈے نے ایک ویران سی جگہ پر چاقو نکال کر ناگ کو گھیر لیا۔

"جو کچھ جیب میں ہے نکال کر پکڑا دو نہیں تو اسی جگہ ڈھیر کر دوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے اپنے سامنے ایک خونخوار قسم کی آنکھوں والے غنڈے کو دیکھا تو پہلے تو سخت غصہ آیا مگر پھر اُس کی جوانی پر ترس آنے لگا۔ اس نے کہا۔

"بھائی! اپنی جوانی پر رحم کھاؤ اور میرا راستہ چھوڑ دو۔ کیونکہ میری جیب میں بڑا زہریلا سانپ ہے"

جیب کترے غنڈے نے ناگ کو گالی دے ڈالی۔ گالی ناگ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ ساتھ ہی ناگ کی جیب پر ہاتھ مارا۔ ناگ کا پارہ ایک دم چڑھ گیا۔ اس نے ایک گہرا سانس کھینچا اور جب سانس چھوڑا تو غنڈے کی گردن کے ساتھ ایک کالے رنگ کا پھن دار سانپ لپٹا ہوا تھا اور پھنکاریں مار رہا تھا۔

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے نئے سفر کا آغاز کس طرح سے ہوا؟
کراچی میں ان چاروں صدیوں کے دوستوں کے ساتھ کیا گزری
اور اس کے بعد وہ ایشیہ نئے سفر پر کس طرف کو روانہ ہوئے؟
اصل میں ان کا سنسنی خیز سفر کہاں سے شروع ہوا؟
ان سوالوں کے جواب آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۹۰ میں پڑھیں گے جس کا نام عنبر، ناگ، ماریا کو قتل کر دو، ہے۔